إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (القرآن)

کتاب وسنت کا ترجمان علمی دعوتی و اصلاحی

سہ ماہی

المکرم

بیاد

شیخ الحدیث و التفسیر
حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ
حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ

نگران: حافظ اسعد محمود سلفی
مدیر: محمد عظیم حاصل پوری

3 اکتوبر، نومبر، دسمبر 2009ء
شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ

- جلاء العینین فی مسالة الاشارة بین السجدتین
- مولانا سید نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ
- ماہ ذوالحجہ اور قربانی
- حج کی کہانی
- آب زمزم

ناشر
شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ اسلامیہ سلفیہ
(مسجد مکرم) ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

CMYK MAKTABA ISLAMIA

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (القرآن)

سہ ماہی مجلّہ
کتاب وسنت کا ترجمان علمی دعوتی واصلاحی

المکرم

3

شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ
اکتوبر، نومبر، دسمبر 2009ء

بیاد

شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ
حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ

سرپرست
چوہدری محمد بشیر ایڈووکیٹ
مہتمم جامعہ ھذا

نگران اعلیٰ
حافظ اسعد محمود سلفی

مدیر
محمد عظیم حاصلپوری

معاون
مجیب الرحمٰن سیاف

فہرس

درس قرآن	رحمت اللہ شاکر	2
درس حدیث	محمد مالک بھنڈر	3
اُحکام ومسائل	حافظ عبدالمنان نورپوری	4
قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھو	قاری عنایت اللہ ربانی	10
جلاء العینین فی مسالة الاشارة بین السجدتین	محمد رفیق الطاہر	13
حج کی کہانی	محمد عظیم حاصل پوری	21
مولانا سید نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ اور خدمت حدیث	ملک عبدالرشید عراقی	29
ماہ ذوالحجہ اور قربانی	مجیب الرحمٰن سیاف	33
گناہوں کو حقیر سمجھنے کا خطرہ	حافظ دانش محمدی	37
بزرگوں کی باتیں	ابوبکر اسماعیل	45
بزم اطفال	طلباء جامعہ	49
آب زمزم	محمد عمران	64

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے کلی اتفاق ضروری نہیں

مجلس ادارت

شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم حفظہ اللہ
پروفیسر حافظ ارشد حفظہ اللہ
حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ
غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ
الشیخ عبدالوحید ساجد حفظہ اللہ
ضیاء اللہ کھوکھر حفظہ اللہ
اساتذہ جامعہ ھذا
طلبا جامعہ ھذا
انتظامیہ جامعہ ھذا

خط وکتابت
جامعہ اسلامیہ سلفیہ
(مسجد مکرم) ماڈل ٹاؤن نمبر ۲ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
0301-6131916
055-3846592

سرکولیشن منیجر
حافظ ابوبکر اسماعیل حافظ عبدالقدیر
0333-8251065
0315-8251065

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَ الْفَجْرِ ○ وَ لَيَالٍ عَشْرٍ ○ وَّ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴾

''شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، قسم ہے فجر کی، اور دس راتوں کی، جفت اور طاق کی'' سورة الفجر :(١-٢)

① حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

''بعض لوگوں نے فجر سے مراد عیدالأضحیٰ کی صبح اور دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں لیں ہیں''

تفسیرابن کثیر(٦٦٤/٥)

② مسند احمد میں ایک موقوف روایت ہے کہ: عشرے سے مراد عیدالأضحیٰ کے پہلے دس دن ہیں اور وتر سے مراد عرفے کا دن ہے اور شفع سے مراد قربانی کا دن ہے۔ مسند احمد(٣٢٧/٣)صحیح

③ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''ان دس دنوں سے مراد ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں''۔ التفسیر البغوی(٤٨١/٤)

④ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔''ان دنوں میں بنیادی عبادات جو کہ نماز، روزہ، صدقہ اور حج ہیں۔ وہ سب اکٹھی ہو جاتی ہیں اور وہ ان کے علاوہ کسی دوسرے دنوں میں جمع نہیں ہوتیں اس لئے یہ وجہ عشرہ ذوالحجہ کی امتیازی شان کی معلوم ہوتی ہے۔'' فتح الباری(٤٦٠/٢)

⑤ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی بھی دن میں (کیا ہوا) اچھا کام اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں میں (کئے جانے والے نیک) عمل سے زیادہ پیارا نہیں۔''انہوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: یارسول اللہ! (دوسرے دنوں میں کیا ہوا) جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ ہاں مگر وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ (راہ جہاد میں) نکلے اور کچھ واپس لے کر نہ آئے۔'' ابو داؤد(٢٤٣٤)صحیح

⑥ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دنوں کے متعلق فرمایا:

((فَأَكْثِرُوْا فِيْهِنَّ مِنَ التَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّحْمِيْدِ))

''ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں کثرت کے ساتھ تکبیر وتہلیل اور حمد وثناء بیان کرو'' مسند احمد (٥٤٤٦)

درسِ حدیث

مولانا محمد مالک بھنڈر (مدرس جامعہ ھذا)

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِیْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَاً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ (متفق علیہ) وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ النَّائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْيَقْظَانِ وَالْيَقْظَانُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِیْ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَاً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَسْتَعِذْ بِهٖ)) [بخاری(۳۶۰۱)ومسلم(۷۲۴۷)]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب فتنے رونما ہوں گے۔ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا اس میں ملوث ہونے والے سے۔جو بھی ان کی طرف متوجہ ہوگا فتنے اسے کھینچ لیں گے۔تو جو پناہ کی جگہ پائے یا اسے بچاؤ کا مقام مل جائے تو اسے چاہیے وہ اس میں پناہ لے۔مسلم کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سونے والا بیدار سے اور بیدار کھڑا ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔تو جو شخص پناہ کی جگہ پائے یا اسے بچاؤ کا مقام مل جائے تو اسے چاہیے وہ پناہ کی جگہ پناہ طلب کرے۔''

یہ دنیا انسان کے لئے امتحان کی ایک جگہ ہے، یہاں ہر شخص کو آزمایا جارہا ہے۔حیاتِ انسانی کے سفر میں کچھ امتحان تو معمولی ہوتے ہیں اور انسان بخیر وعافیت ان سے گزر جاتے ہیں۔لیکن کچھ آزمائشیں بہت شدید ہوتی ہیں، جو انسانوں کو انفرادی اور اقوام کو اجتماعی طور پر ہلا کر رکھ دیتی ہیں۔خصوصاً اس دور میں جب کہ ہر طرف فتنے ہی فتنے ہیں۔انفرادی واجتماعی فتنے، مال واولاد کے فتنے، سیاسی ولسانی فتنے، اندرونی و بیرونی فتنے، ملکی وبین الاقوامی فتنے، مذہبی وفرقہ وارانہ فتنے، دھریت والحاد کے فتنے۔چونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور یہ انسانی زندگی کے ہر پہلو میں بہترین رہنمائی کرتا ہے۔جہاں ہمیں پرامن حالات میں زندگی گزارنے کے آداب وطریقے سکھائے گئے وہاں فتنہ فساد کے زمانے میں بحیثیت فرد اور قوم ہمارا کیا طرزِ عمل ہونا چاہیئے، اس بارے میں بھی بہترین رہنمائی کی گئی ہے۔

لہذا ہمیں کتاب وسنت کی روشنی میں اپنی زندگی گزارنی چاہئے اور فتنوں سے بچاؤ کے لیے احادیث میں وارد دعائیں پڑھنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی آزمائش اور فتنے سے محفوظ رکھے۔آمین

قسط نمبر 3

توضیح الأحکام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أحکام ومسائل

حافظ عبدالمنان نورپوری حفظہ اللہ

سوال ۷: اس طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے موزوں پر مسح کرنے کی احادیث ذکر کی ہیں مگر ''توقیت'' کی کوئی حدیث نہیں لائے یعنی مختلف حالتوں میں کتنے وقت موزوں پر مسح قائم رہتا ہے اس کا ذکر بخاری میں کہیں موجود نہیں اس کی وجہ امام بخاری رحمہ اللہ کا فقہی رجحان ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک مسح مطلق ہے اس میں وقت کی قید نہیں۔

جواب ۷: آپ لکھتے ہیں ''یعنی مختلف حالتوں میں کتنے وقت موزوں پر مسح قائم رہتا ہے'' آپ نے یہ تَوْقِیْت فِی الْمَسْحِ عَلٰی الْخُفَّیْنِ کی تفسیر کی ہے جو کہ درست نہیں توقیت فی المسح علیٰ الخفین کا مطلب یہ ہے کہ مقیم ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کر سکتا ہے اور مسافر تین دن اور تین راتیں موزوں پر مسح کر سکتا ہے بشرطیکہ موزے انہوں نے وضوء کر کے پہنے ہوں۔

آپ مزید لکھتے ہیں ''اس کا ذکر بخاری میں کہیں موجود نہیں اس کی وجہ امام بخاری رحمہ اللہ کا فقہی رجحان ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک موزوں پر مسح مطلق ہے اسمیں وقت کی قید نہیں''۔ یہ بات درست ہے کہ تَوْقِیْت فِی الْمَسْحِ عَلٰی الْخُفَّیْنِ کی کوئی حدیث صحیح بخاری میں موجود نہیں باقی یہ کہنا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک موزوں پر مسح مطلق ہے اس میں توقیت نہیں'' بے بنیاد ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے تَوْقِیْت فِی الْمَسْحِ عَلٰی الْخُفَّیْنِ کی کسی حدیث کو صحیح بخاری میں نہ لانے سے یہ چیز نہیں نکلتی۔ امام بخاری رحمہ اللہ الباری تَوْقِیْت فِی الْمَسْحِ عَلٰی الْخُفَّیْنِ کی حدیث صحیح بخاری میں اس لیے نہیں لائے کہ وہ ان کی اس کتاب کی شرط پر نہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں۔

«« حَدِیْثُ صَفْوَانَ وَاِنْ کَانَ صَحِیْحاً لٰکِنَّہٗ لَیْسَ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ »»

''صفوان کی حدیث اگرچہ صحیح ہے لیکن وہ بخاری کی شرط پر نہیں''۔

یہ توقیت والی حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کے علم میں ہے اور وہ اسے حسن بھی قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ جامع ترمذی میں فرماتے ہیں:

«قَالَ مُحَمَّدٌ اَحْسَنُ شَیْءٍ فِیْ هٰذَا الْبَابِ حَدِیْثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ»

''امام بخاری فرماتے ہیں اس باب میں صفوان بن عسال کی حدیث سب سے احسن ہے''

امام ترمذی رحمہ اللہ کا اپنا فیصلہ ہے «قَالَ اَبُوْعِیْسٰی هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ»

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تلخیص میں صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں

«قَالَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ الْبُخَارِیِّ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْخِطَابِیُّ»

''امام ترمذی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے امام ترمذی اور خطابی رحمہما اللہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے''

تو امام بخاری رحمہ اللہ جب تَوْقِیْت فِی الْمَسْحِ عَلٰی الْخُفَّیْنِ والی حدیث کو ثابت و حسن سمجھتے اور قرار دیتے ہیں تو تَوْقِیْت فِی الْمَسْحِ عَلٰی الْخُفَّیْنِ کے قائل بھی ہیں۔

سوال ۸: ہاتھوں کو کندھوں تک بلند کرنے والی حدیث کے تناظر میں ترجمۃ الباب کو سمجھنے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے باب ۸۵ ترجمۃ الباب کا عنوان بیان کیا ہے کہ اِلٰی اَیْنَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ سکے بعد لکھتے ہیں کہ وَقَالَ اَبُوْحُمَیْدٍ فِی اَصْحَابِهٖ رَفَعَ النَّبِیُّ حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ حضور نے ہاتھ کندھوں تک اٹھائے اس حدیث کو بیان کرنے سے قبل امام بخاری رحمہ اللہ نے کوئی سند بیان نہیں کی بلکہ ابوحمید رضی اللہ عنہ کا قول بغیر سند کے بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضور نے ایسا کیا۔ پس ترجمۃ الباب میں مذکور ابوحمید رضی اللہ عنہ کا قول امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہ ہے مگر امام ابوحنیفہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ کسی مسئلہ کے اثبات کے لیے اقوال، مراسیل مقطوع روایات ذکر کرتے ہیں لہذا ان کی بات صحیح نہیں اس کا جواب یہ ہے حکم فقہ سمجھانے کے لیے امام فقہ کو سند کے ساتھ حدیث بیان کرنے کی حاجت نہیں ہوتی وہ خود معتمد، ثقہ ہوتا ہے خواہ وہ تابعی ہے، تبع تابعی ہے یا خیر القرون سے ہے۔

جواب ۸: جناب لکھتے ہیں: ''ترجمۃ الباب کا عنوان بیان کیا ہے الی این یرفع یدیه اس کے بعد لکھتے ہیں۔

''وَقَالَ اَبُوْحُمَیْدٍفِی اَصْحَابِہٖ رَفَعَ النَّبِیُّ حَذْوَمَنْکِبَیْہِ ''حضور نے ہاتھ کندھوں تک اٹھائے اس حدیث کو بیان کرنے سے قبل امام بخاری نے کوئی سند بیان نہیں کی بلکہ ابوحمید رضی اللہ عنہ کا قول بغیر سند کے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا حضور نے ایسا کیا پس ترجمۃ الباب میں مذکور ابوحمید کا قول امام بخاری کی فقہ ہے مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ کسی مسئلہ کے اثبات کے لیے اقوال ،مراسیل ،مقطوع روایات ذکر کرتے ہیں لہذا ان کی بات صحیح نہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ حکم فقہ سمجھانے کے لیے امام فقہ کو سند کے ساتھ حدیث بیان کرنے کی حاجت نہیں ہوتی الخ'' یہ سراسر ایک مغالطہ ہے۔

اولا: اس لیے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمۃ الباب میں ابوحمید رضی اللہ عنہ کا قول نہیں رسول کی مرفوع حدیث وسنت ذکر فرمائی ہے امام بخاری کے الفاظ ہیں:

''وَقَالَ اَبُوْحُمَیْدٍفِی اَصْحَابِہٖ رَفَعَ النَّبِیُّ حَذْوَمَنْکِبَیْہِ»»

جن کا ترجمہ آپ نے خود یہ فرمایا''حضور نے ہاتھ کندھوں تک اٹھائے''ایک دفعہ آپ نے پھر لکھا''کہ انہوں نے کہا کہ حضور نے ایسا کیا''اس کے بعد آپ کا لکھنا''پس ترجمۃ الباب میں مذکور ابوحمید کا قول امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہ ہے''سراسر تحکم وناانصافی ہے پھر اس سے اقوال ،مراسیل اور مقطوع روایات کا مسئلہ کے اثبات میں پیش کرنا نکالنا بنائے فاسد بر فاسد کے قبیل سے ہے۔

پھر اگر''وَقَالَ اَبُوْحُمَیْدٍفِی اَصْحَابِہٖ رَفَعَ النَّبِیُّ حَذْوَمَنْکِبَیْہِ''کو ابوحمید رضی اللہ عنہ کا قول اور بخاری کی فقہ تسلیم کرلیا جائے تو لازم آئے گا کہ رسول اللہ کی کوئی مرفوع حدیث وسنت نہ رہے کیونکہ جتنے رسول کے اقوال ،اعمال ،احوال ،اوصاف ،ایام وواقعات اور آپ کی تقاریر ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی بیان کرتے ہیں تو وہ صحابہ کے اقوال ہوں گے مرفوع احادیث وسنت تو نہ رہے۔وَاللَّازِمُ کَمَاتَرَی

ثانیا: اس لیے کہ ترجمۃ الباب میں ابوحمید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ان کا اپنا قول نہیں نہ ان کا اپنا عمل ہے پھر نیچے امام بخاری نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث باسند بیان فرمائی ہے

'«حَدَّثَنَااَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَاشُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنَاسَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ عُمَرَقَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ اِفْتَتَحَ التَّکْبِیْرَفِی الصَّلاۃِ فَرَفَعَ

يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ حَتىٰ يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَهٗ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَعَلَ مِثْلَهٗ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَلَا يَفْعَلُ ذَالِكَ حِيْنَ يَسْجُدُ وَلَا حِيْنَ يَرْفَعُ رَاسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ)))

'ہم کو حدیث بیان کی ابوالیمان نے اس نے کہا ہم کو خبر دی شعیب نے اس نے زہری سے بیان کیا اس نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر بیان کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نماز میں تکبیر شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو تکبیر کہتے وقت اٹھایا یہاں تک کہ انہیں اپنے کندھوں تک برابر کیا اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تو اس طرح کرتے اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہتے تو اسی طرح کرتے اور کہتے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد۔ جب سجدہ کرتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اس طرح نہ کرتے۔''

تو امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں ابوحمید کی مرفوع حدیث وسنت بلاسند ذکر فرمائی اور نیچے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث وسنت باسند بیان فرمائی جس سے انہوں نے مسئلۃ الباب الیٰ این یرفع یدیه ' ثابت فرمایا اس سے اقوال، مراسیل، مقطوع روایات سے مسئلے کا اثبات نکالنا سراسر مغالطہ اور زیادتی ہے۔

ثالثا: اس لیے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مقام پر ترجمۃ الباب میں ابوحمید رضی اللہ عنہ کی اس مرفوع حدیث وسنت کو بلاسند ذکر فرمایا جب کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے خود ہی دوسرے مقام پر باب سنة الجلوس فی التشهد میں اس کی سند بھی بیان فرمادی۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدٍ هُوَ ابْنُ اَبِى هِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ

''ہم کو حدیث بیان کی یحییٰ بن بکیر نے اس نے کہا ہم کو حدیث سنائی لیث نے وہ خالد سے وہ سعید سے جو کہ ابن ابی ہلال ہیں وہ محمد بن عمرو بن حلحلۃ سے وہ محمد بن عمرو بن عطاء سے''

وحَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِى حَبِيْبٍ وَيَزِيْدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا فِى نَفَرٍ مِنْ

اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَذَکَرْنَا صَلٰوۃَ النَّبِیِّ فَقَالَ اَبُوْحُمَیْدٍ اَنَا کُنْتُ اَحْفَظَکُمْ لِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ رَاَیْتُہٗ اِذَکَبَّرَ جَعَلَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَاِذَارَکَعَ اَمْکَنَ یَدَیْہِ مِنْ رُکْبَتَیْہِ ۔۔ الحدیث ''اور ہم کو بیان کیا لیث نے وہ یزید بن ابی حبیب اور یزید بن محمد سے وہ محمد بن عمرو بن حلحلۃ سے وہ محمد بن عمرو بن عطاء سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے پس ہم نے ذکر کیا نبی ﷺ کی نماز کا، پس کہا ابوحمید نے میں تم سب سے زیادہ نبی ﷺ کی نماز کو یاد کرنے والا ہوں میں نے آپ کو دیکھا جب تکبیر کہتے تو کرتے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اور جب رکوع کرتے تو جگہ دیتے اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر۔''

تو مسئلہ کے اثبات کے لیے پیش کردہ حدیث وسنت کا ثابت ہونا ضروری ہے سند پیش کرنے والا بیان کرے یا نہ کرے تو اقوال اہل علم ،مراسیل اور مقطوع روایات ثابت شدہ مرفوع احادیث وسنن نہیں تو ان سے مسائل کیسے ثابت ہو سکتے ہیں یا کیے جا سکتے ہیں؟

رابعا: اس لیے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مقام پر ابوحمید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث بلاسند ذکر فرمادی جبکہ انہوں نے متعدد تراجم ابواب میں آیات کریمات یا ان کے اجزاء بلاسند ہی ذکر فرمائے ہیں انکو آپ نے امام بخاری کی فقہ قرار نہیں دیا اور نہ ہی ان سے اقوال اہل علم ،مراسیل اور مقطوع روایات سے مسائل کے اثبات کو اخذ کیا ہے آخر کیوں۔۔؟ اس لیے کہ ان کا آیات کریمات ہونا ثابت ہے خواہ بخاری نے ان کی سند تراجم ابواب میں ذکر نہیں فرمائی بالکل اسی طرح ابوحمید کی اس حدیث وسنت کا حدیث وسنت ہونا ثابت ہے خواہ بخاری نے اس ترجمۃ الباب میں اس کی سند ذکر نہیں فرمائی۔

کسی اہل علم نے آج تک یہ نہیں کہا کہ حکم فقہ سمجھانے کے لیے امام فقہ کو سند کے ساتھ حدیث بیان کرنے کی حاجت ہوتی ہے اہل علم تو یہ کہتے ہیں کہ کسی مسئلہ کے اثبات کے لیے دلیل ،آیات قرآنیہ اور ثابت حدیث نبویہ کا ہونا ضروری ہے پیش کرنے والا کسی موقعہ پر خواہ سند بیان نہ کرے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔جبکہ حدیث ثابت ہو صحیح یا حسن ۔اعتراض دار اصل یہ ہے کہ اقوال اہل علم

،مراسیل اورمقطوع روایات رسول اللہ سے ثابت شدہ مرفوع احادیث وسنن نہیں۔ مگرامام بخاری رحمہ اللہ کے اس ترجمۃ الباب سے اقوال اہل علم اورمقطوع روایات کا ثابت شدہ احادیث وسنن مرفوعہ ہونانہیں نکلتااورنہ ہی نکلے گاخواہ کتناز ورلگالیاجائے۔ایک فقہ ہے

''اَلْاَشْرِبَةُ الْمُحَرَّمَةُ اَرْبَعَةٌ اَلْخَمْرُوَهِیَ عَصِیْرُالْعِنَبِ اِذَاغَلاوَاشْتَدَّوَقَذَفَ بِالزَّبَدِ۔۔))الخ ((فَلَمْ یُحَرِّمْ کُلَّ مُسْکِرٍ)))

''حرام شراب چار ہیں خمراوروہ انگور کا نچوڑ ہے جب جوش مارے اورسخت ہواورجھاگ پھینکے۔۔پس ہرنشہ آور چیز حرام نہیں''

اب کوئی اس فقہ کو بیان کرتے وقت سند بیان نہیں کرتا تو نہ کرے اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ اس فقہ کے اثبات کی خاطر کسی دلیل قرآن مجید کی آیت کریمہ یارسول کریم سے ثابت شدہ سنت وحدیث کا ہونا ضروری ہے اب دیکھیں اہل علم اس فقہ کے اثبات کی خاطر کون سی آیت کریمہ یا کون سی رسول اللہ سے ثابت شدہ سنت وحدیث پیش فرماتے ہیں؟ (واللہ اعلم)

[معذرت] محترم قارئین کرام! حافظ صاحب نے یہ طاہر القادری بریلوی کے دورہ صحیح بخاری میں امام بخاری اورصحیح بخاری پر کئے گے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں (سابقہ شمارہ میں غلطی سے طاہر القادری کی بجائے اشرف آصف جلالی بریلوی لکھا گیا تھا،احباب درست فرمالیں) (ادارہ)

میرا پسندیدہ شعر

ہر اٹھا ہوا ہاتھ دعا کا نہیں ہوتا
ہر جھکا ہوا گھونگھٹ حیا کا نہیں ہوتا

دیے کا بار بار بجھ جانا
ہر بار قصور ہوا کا نہیں ہوتا

علی مرتضیٰ (درجہ اولیٰ)

قرآن

درست اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو

قاری المقری عنایت اللہ ربانی کاشمیری
(مدرس جامعہ ھذا)

علم تجوید وقراءت کا قیاس سے ثبوت

انسانی طبیعت کا تقاضا ہے کہ اس کا لباس، مکان، گاڑی، غذا عمدہ اور بہترین ہو۔اب یہ بھی لازمی امر ہے کہ قرآن کی تلاوت جو روحانی غذا ہے یہ بطریق اولیٰ عمدہ اور بہترین ہونی چاہیے جسکا معیار علم تجوید ہی ہے۔اس بات کو اسطرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ نے قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل کیا ہے اور قوائد تجوید کی مخالفت سے بعض اوقات عربی حرف عجمی حرف میں تبدیل ہو جاتا ہے۔جیسے دال (د) تبدیل ہوکر (ڈ) یا حرکات مجہول یا ناقص ادا ہو جاتی ہیں اس وجہ سے قوائد تجوید کی رعایت لازمی امر ہے۔

تجوید کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ اللہ نے قرآن کے علاوہ اور کتابیں بھی نازل فرمائیں، مثلاً تورات موسیٰ علیہ السلام پر، انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر، زبور داؤد علیہ السلام پر انکے علاوہ دس صحیفے آدم علیہ السلام پر، دس صحیفے ابراہیم علیہ السلام پر، دس صحیفے موسیٰ علیہ السلام پر، پچاس صحیفے شیث علیہ السلام پر، تیس صحیفے ادریس علیہ السلام پر الواح کی شکل میں یہ تمام کتابیں اور صحیفے ایک ہی دفعہ میں نازل فرمادیئے۔لیکن قرآن کے نزول پر ایسا نہیں کیا بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے (ضرورت کے مطابق) نازل کیا۔اسلئے کہ صحیح طریقے سے تلاوت کا اہتمام ہو سکے۔

پہلی وحی کے نزول کے وقت اِقْرَأ کا لفظ استعمال کیا۔اِسْمَعْ ،اِعْلَمْ،اِفْهَمْ بھی اللہ فرما سکتے تھے لیکن نہیں اِقْـــرَأ فرما کر یہ بات سمجھائی کہ پڑھ! کہ اسکی تلاوت اہم ہے۔اس عظیم مقصد کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں جبرائیل امین علیہ السلام سے ایک دفعہ قرآن کا دور کیا کرتے تھے تاکہ تلاوت کی صحت میں کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری سال میں جبرائیل امین علیہ السلام سے دو دفعہ دور کیا۔اپنی زندگی میں بڑے بڑے مجود تیار کر دیے اور تجوید وقراءت کے مطابق

قرآن مجید پڑھنے کا اہتمام کر دیا۔

ایک مثال

حدیث میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک شخص کو قرآن پڑھا رہے تھے اس آدمی نے (اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِين) میں لِلْفُقَرَآءِ پر مد نہیں کیا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسطرح نہیں بلکہ مد کر کے پڑھایا ہے۔ لہٰذا تم بھی مد کر کے پڑھو اس حدیث کو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الدر المنثور میں اور سعید بن منصور، طبرانی اور ابن مردویہ نے بھی ذکر کیا ہے۔

مختلف غلطیوں کی وجہ سے تجوید و قراءت کی ضرورت و اہمیت

کلام الٰہی کی تلاوت عبادت ہے اللہ کا قرب بخشش و رحمت کا حصول ہوتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ تلاوت صحیح کی جائے اور صحت تلفظی علم تجوید کے بغیر ناممکن ہے اگر صحتِ تلفظی نہ ہو تو معنی مرادِ الٰہی کے خلاف ہو جاتے ہیں یعنی بگڑ جاتے ہیں اور بسا اوقات معنی کفر تک پہنچ جاتے ہے۔ آیئے چند جو مثالیں مشاہدہ میں آتی ہیں عرض کی جاتی ہیں۔

۱۔ اللہ فرماتے ہیں (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد) کہو ''اللہ ایک ہے'' اب اگر پڑھیں (كُل هُوَ اللّٰهُ اَحَد) ''کھاؤ اللہ ایک ہے'' اس میں (ق) کو پر کی بجائے باریک پڑھ دیا۔

۲۔ اللہ فرماتے ہیں (وَنُدْخِلُهُم ظِلًّا ظَلِيْلًا) ''اور ہم انکو جنت کی گھنی چھاؤں میں داخل کریں گے'' اب اگر پڑھیں (وَنُدْ خِلُهُم ذِلًّا ذَلِيلًا) تو معنی ہوگا ''اور ہم ان (مسلمانوں) کو جنت میں ذلیل و رسوا کر کے داخل کریں گے'' العیاذ باللہ یعنی اگر (ظ) کو پر نہ کیا تو ذال بن گئی اور معنی کتنا بگڑ گیا۔

۳۔ اللہ فرماتے ہیں (قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا) یعنی حضرت آدم اور حوا علیہما السلام دونوں نے دعا کی۔ اب اگر اسطرح پڑھیں (قَالَ رَبَّنَا) صرف (الف) نہ پڑھیں تو معنی ہوگا دونوں نے نہیں بلکہ ایک نے دعا کی۔

نوٹ: مزید دیکھیں کہ پڑھا تو صحیح لیکن وقف صحیح جگہ پر نہیں کیا تو پھر بھی معنی بدل جاتا ہے۔

۴۔اللہ فرماتے ہیں(فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ)پس وہ کافر گھبرا گیا''اب اگر وقف کیا(فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَاللّٰهُ)تو نَعُوذُ بِااللّٰہ معنی ہوگا''پس وہ کافر گھبرا گیا اور اللہ بھی''العیاذ باللہ یعنی کافر اور اللہ دونوں گھبرا گئے۔

۵۔اللہ فرماتے ہیں(اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ)بے شک نیک لوگ جنت نعیم میں ہونگے''اب اگر وقف کریں(اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ)تو معنی ہوگا کہ''بیشک نیک اور فُجَّار بدکردار دونوں ہی جنت نعیم میں ہونگے''حالانکہ رب تعالیٰ کی مراد یہ نہیں ہے۔

(یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰی)اللہ فرماتے ہیں''اے ایمان والو!جب نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ''اب اگر وقف کریں(لَا تَقْرَبُوْا الصَّلٰوةَ)پر تو معنی ہوگا ''ایمان والو!نماز کے قریب نہ جاؤ''حالانکہ اللہ پاک تو 75 مرتبہ قرآن میں نماز کا حکم دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں علم تجوید کی سمجھ عطا فرمائے اور اسکے مطابق درست قرآن پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اے مسلم ذرا غور کر
یہ کیسا انقلاب آیا ہوا ہے
جسے دیکھو وہ گھبرایا ہوا ہے
ہمیں رہزن سے کچھ شکوہ نہیں ہے
ہمیں رہبر نے الجھایا ہوا ہے
شرافت کی جبیں پر سلوٹیں ہیں
چمن غیرت کا مرجھایا ہوا ہے (محمد شہباز شاکر)

سلسلة أخطاء المصلين ①

جلاء العينين فی مسالة الاشارة بين السجدتين

فضيلة الشيخ ابو عبدالرحمن محمد رفيق الطاهر
(مدرس جامعہ محمدیہ عام خاص باغ ملتان)

دوسجدوں کے درمیان دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی سے اشارہ کرنا سنت سے ثابت ہے یا نہیں؟ علماء اس بارے میں کافی اختلاف کا شکار ہوتے ہیں۔ اور اس بارہ میں اکثر عمومات سے استدلال کیا جاتا ہے۔ لیکن مسند احمد اور مصنف عبدالرزاق میں ایک روایت ایسی ہے جو کہ اس مسئلہ میں صریح نص کی حیثیت رکھتی ہے تو ہم اس کا جائزہ لیں گے کہ وہ روایت صحیح اور ثابت ہے کہ نہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں بطریق عبدالرزاق وہ روایت نقل کی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ ، وَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ رَكَعَ ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ اِسْتَفْتَحَ الصَّلاةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ كَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ رَكَعَ ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ، وَسَجَدَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ ذِرَاعِهِ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ أَشَارَهُ بِسُبَابَتِهِ وَوَضَعَ الْإِبْهَامَ عَلَى الْوُسْطَى وَقَبَضَ سَائِرَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَتْ يَدَاهُ حَذَاءَ أُذُنَيْهِ

[مسند احمد ٤/٣١٧(١٨٣٧٩)]

''امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ حدیث عبدالرزاق نے بیان کی وہ کہتے ہیں کہ ہم کو خبر دی سفیان نے، وہ عاصم بن کلیب سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ کلیب بن شہاب بن مجنون سے اور وہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے تکبیر کہی تو جب تکبیر (تحریمہ) کہی تو اپنے ہاتھوں کو اٹھایا (رفع

الیدین کیا) اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو پھر رفع الیدین کیا۔ اور آپ نے سجدہ کیا تو اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھا پھر آپ ﷺ بیٹھے تو اپنی بائیں (پاؤں) ٹانگ کو پھیلایا پھر اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھا اور اپنی دائیں بازو کو دائیں ران پر رکھا پھر اپنی شہادت والی انگلی سے اشارہ کیا اور اپنے انگوٹھے کو درمیانی انگلی پر رکھا اور تمام انگلیوں کو بند کیا پھر آپ ﷺ نے (دوسرا) سجدہ کیا تو آپکے ہاتھ کانوں کے برابر تھے''

اس حدیث پر اعتراضات اور ان کا جائزہ

ا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ کی تدلیس:

اس روایت پر ایک اعتراض و اشکال یہ ہے کہ اس حدیث کو سفیان ثوری نے لفظ ''عن'' سے روایت کیا ہے اور سفیان ثوری مدلس راوی ہے۔ مدلس کا عنعنہ قبول نہیں ہوتا۔ کچھ لوگوں نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس سند میں جو سفیان ہے وہ سفیان ثوری نہیں بلکہ سفیان ابن عیینہ ہے۔

کیونکہ وائل بن حجر والی اس حدیث کو حمیدی نے بطریق سفیان عن عاصم بن کلیب روایت کیا ہے

[مسند حمیدی ۲/۳۹۲(۸۸۵)]

اور اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں بھی بطریق سفیان عن عاصم بن کلیب اس کو نکالا ہے

[مسند شافعی ۱/۱۷۶]

اور یہ بات معلوم ہے کہ سفیان ثوری حمیدی اور شافعی کے شیوخ میں نہیں ہے بلکہ وہ سفیان جس سے حمیدی وغیرہ روایت کرتے ہیں وہ ابن عیینہ ہے کیونکہ یہ طبقہ عاشرۃ کے لوگ ہیں اور عبدالرزاق اور اسکے معاصرین جن کا تعلق طبقہ تاسعہ سے ہے وہ سفیان ثوری اور ابن عیینہ دونوں سے روایت کرتے ہیں۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ اگرچہ طبقہ تاسعہ سے ہیں مگر وہ پھر بھی صرف ابن عیینہ سے ہی روایت کرتے ہیں ثوری سے نہیں جیسا کہ تہذیب وغیرہ میں وضاحت سے موجود ہے۔

[تهذیب الکمال ۱۸/۲۴]

اور بیہقی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور پھر بعد میں کہا ہے کہ اسی طرح اس کو حمیدی

وغیرہ نے ابن عیینہ سے روایت کیا ہے۔ [البیهقی الکبری ۲/ ۲٤]

لہذا ثابت ہوا کہ اس حدیث کو روایت کرنے والا سفیان، ثوری نہیں بلکہ ابن عیینہ ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ جواب باطل ہے کیونکہ عبدالرزاق نے دونوں سفیانوں سے علم حاصل کیا ہے جیسا کہ تھذیب الکمال اور طبقات الحفاظ وغیرہ میں موجود ہے۔

[تهذیب الکمال ۱۸/ ٥٦ طبقات الحفاظ ۱/ ۱٥۸ (۳۳۸)]

لیکن عبدالرزاق اور اسکے معاصرین جو طبقہ تاسعہ یا اس سے اوپر والے طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے ثوری کو پایا ہے ان سے علم کو روایت کیا ہے جب وہ حدیث کو سفیان سے روایت کریں اور مطلق "سفیان" کا لفظ استعمال کریں اور وضاحت نہ کریں کہ "سفیان" سے مراد کونسا سفیان ہے تو اس وقت سفیان سے مراد "سفیان ثوری" ہی ہوتا ہے نہ کہ "ابن عیینہ"۔

چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ سیر اعلام النبلاء میں رقمطراز ہیں۔

فَأَصْحَابُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِ كِبَارُ قُدَمَاءِ وَأَصْحَابُ ابْنِ عَيَيْنَةَ صِغَارٌ لَمْ يُدْرِكُوا الثَّوْرِيَّ وَذٰلِكَ أَبْيَنُ فَمَتَى رَأَيْتَ الْقَدِيْمَ قَدْ رُوِيَ فَقَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَأَبْهَمَ فَهُوَ الثَّوْرِيُ وَهُمْ كَوَكِيْعٍ وَ ابْنِ مَهْدِي وَالْفَرْيَابِي وَأَبِيْ نَعِيْمٍ فَإِنْ رُوِيَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ بَيَّنَهُ فَأَمَّا الَّذِيْ لَمْ يَلْحَقِ الثَّوْرِيَ وَأَدْرَكَ ابْنَ عُيَيْنَةَ فَلاَ يَحْتَاجُ أَنْ يَنْسَبُ لِعَدَمِ الْإِلْبَاسِ فَعَلَيْكَ بِمَعْرِفَةِ طَبَقَاتِ النَّاسِ۔

[سیر أعلام البنلاء ۷/ ٤٦٦]

"پس سفیان ثوری کے شاگرد کبار اور قدماء ہیں اور ابن عیینہ کے شاگرد صغار ہیں انہوں نے ثوری کو نہیں پایا ہے اور یہ بات تو واضح ہے لہذا جب آپ کسی قدیم (محدث) کو دیکھیں کہ وہ حدثنا سفیان کہہ کر روایت کرتا ہے اور وضاحت نہیں کرتا تو اس وقت سفیان سے مراد ثوری ہی ہے اور ایسا کرنیوالے وکیع، ابن مہدی، فریابی، ابونعیم فضل بن دکین وغیرہ ہیں۔ تو ان میں سے جو کوئی بھی ابن عیینہ سے روایت کرتا ہے وہ بیان کر دیتا ہے۔ اور وہ لوگ جو

ثوری سے نہیں ملے اور انہوں نے ابن عیینہ کو پایا ہے تو انکو نسب بیان کرنیکی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ التباس کا کوئی خطرہ ہی نہیں۔ لہذا آپکو لوگوں (محدثین) کے طبقات کی پہچان ضرور حاصل کرنی چاہیے۔''

تو امام ذہبی کی اس بات سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ وہ سفیان جس سے عبدالرزاق، فضل بن دکین، محمد بن یوسف الفریابی اور ابن مہدی وغیرہ مبھم روایت کرتے ہیں۔ وہ ثوری ہی ہے نہ کہ ابن عیینہ، اور اگر یہ ابن عیینہ سے روایت کریں تو مبھم نہیں کرتے بلکہ وضاحت کردیتے ہیں۔

اور اس پر مستزاد یہ کہ اس حدیث وائل کو امام احمد نے اپنی مسند میں عبدالرزاق کے واسطہ سے بیان کیا ہے اور عبدالرزاق نے اپنی کتاب مصنف میں اس روایت کو بایں سند درج کیا ہے۔

عبدالرزاق عن الثوری عن عاصم بن کلیب عن أبیه عن وائل بن حجر

[مصنف عبدالرزاق ٢/٦٨ (٢٥٢٢)]

تو گویا عبدالرزاق کہہ رہے ہیں میں نے یہ روایت سفیان ثوری سے سنی ہے اور امام احمد عبدالرزاق سے اس کو بیان کرنیوالے ہیں۔ پھر تعجب ہے ان پر جو اس سفیان کو ثوری کے بجائے ابن عیینہ بناڈالتے ہیں۔ فالعجب کل العجب

تو معلوم ہوا کہ جس حدیث کو امام حمد نے اپنی مسند اور عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا ہے وہ ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری سے مروی ہے نہ کہ ابن عیینہ سے، اور ثوری کے بارہ میں ابن حجر فرماتے ہیں۔ ثقةٌ، حافظٌ، عابدٌ، امامٌ، حُجَّةٌ، وكانَ رُبَمادَلَّسَ۔ کہ وہ ثقہ، حافظ، عابد، امام، حجۃ ہے اور وہ کبھی کبھار تدلیس بھی کیا کرتا تھا۔

تو ثوری اس حدیث کو معنعن بیان کررہے ہیں اور مدلس کا عنعنہ مقبول نہیں ہوتا ہے۔

رفع مظنة التدليس:

میں کہتا ہوں کہ ثوری نے یہ حدیث عاصم بن کلیب سے سنی ہے اور سماع کی تصریح مسند احمد ہی میں موجود ہے چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

حدثنا يحى بن آدم وأبو نعيم، قالا ثنا سفيان، حدثنا عاصم بن كليب ، عن أبيه، عن

وائل بن حجر قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذَاءَ أُذُنَيْهِ

[مسند احمد٤/ ٣١٨ (١٨٣٨٨)]

اس سند میں ثوری نے حدثنا کہہ کر سماع کی وضاحت کردی ہے لہذا مظنہ تدلیس زائل ہوا۔ اور ثابت ہوا کہ حدیث صالح للاحتجاج ہے اور یہ بات اصول حدیث کا علم رکھنے والوں پر اظہر من الشمس ہے۔

۲۔ دوسرا اعتراض:

اس روایت پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس میں عاصم بن کلیب متفرد ہے اور امام علی بن المدینی عاصم بن کلیب کے بارہ میں فرماتے ہیں۔ لَا يَحْتَجُّ بِهِ إِذَا انْفَرَدَ کہ جب یہ متفرد ہو تو اسکی روایت قابل احتجاج نہیں جیسا کہ تھذیب التھذیب میں ابن حجر نے ذکر کیا ہے۔ [تهذيب التهذيب ٥/ ٥٦]

اس اعتراض کا حل:

میں کہتا ہوں کہ عاصم بن کلیب ثقہ ہے اور ثقہ کا تفرد کبھی بھی قادح نہیں ہوتا ہے لہذا علی بن المدینی کے اس قول لَا يَحْتَجُّ بِهِ إِذَا انْفَرَدَ کی طرف التفات نہیں کیا جائیگا بلکہ جمہور محدثین کی بات کو ہی لیا جائیگا۔ جمہور محدثین عاصم بن کلیب کے تفردات کو حجت مانتے ہیں دیکھیے صحیح مسلم میں امام مسلم نے دو احادیث ایسی بھی ذکر فرمائی ہیں جن میں عاصم بن کلیب متفرد ہے اور ان کی متابعت یا شاھد بھی میرے علم کے مطابق کہیں بھی موجود نہیں، ایک روایت کتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار باب التعوذ من شر ما عمل ومالم يعمل (٢٧٢٥) اور دوسری کتاب الزهد والرقائق باب تشميت العاطس وكراهة التثاؤب (٢٩٩٢) میں مذکور ہے۔

اور یہ بات ہر ادنی واعلی کو معلوم ہے کہ تحت ادیم السماء کتاب اللہ اور صحیح بخاری کے بعد اصح ترین کتاب امام مسلم کی صحیح ہے اور اسکی تمام روایات کی تصحیح پر امت کا اتفاق ہے۔ تو جب عاصم بن کلیب کا تفرد صحیح مسلم میں قادح نہیں ہے تو اس حدیث میں کیونکر قادح ہوگا۔ تو جو جواب صحیح مسلم کی مذکورہ بالا دو روایات میں عاصم بن کلیب کے تفرد کا ہے وہی یہاں پر بھی لگالیں۔

فماذا جوابكم فهو جوابنا

تو معلوم ہوا کہ یہ اعتراض بھی محض برائے اعتراض ہی ہے۔ اھل علم کے ہاں اسکی کوئی وقعت نہیں۔

۳۔تیسرا اعتراض:

اس روایت پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس حدیث میں ثم سجد کے الفاظ عبدالرزاق کے علاوہ اور کسی نے ذکر نہیں کیے ہیں۔حتی کہ فریابی جو کہ سفیان ثوری سے زیادہ ملازمت رکھنے والا اور اسکی احادیث کو زیادہ یاد رکھنے والا ہے اس نے بھی ثم سجد کا لفظ ذکر نہیں کیا ہے۔تو نتیجتاً یہ اشارہ بین السجدتین نہیں بلکہ اشارہ تشہد بنتا ہے جسکو عبدالرزاق نے ثم سجد کے الفاظ ذکر کر کے اشارہ بین السجدتین بنا دیا ہے۔لہذا کلمہ ثم سجد شاذ ہے۔

حل:۔

پہلے تو ہم شاذ حدیث کی تعریف کو سمجھیں گے اور دیکھیں گے کہ آیا وہ اس پر صادق بھی آتی ہے یا نہیں اور پھر یہ معلوم کریں گے کہ ثقہ راوی کی زیادت کا محدثین کے ہاں کیا حکم ہے؟

اور اس سے قبل عبدالرزاق راوی جس نے یہ الفاظ زائد ذکر کیے ہیں اسکے ثقاہت کو ثابت کریں گے۔

عبدالرزاق کی توثیق کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ بخاری و مسلم نے بھی اپنی صحیح میں اسکی روایات کو احتجاجاً ذکر کیا ہے اور ابن حجر نے اسکو ثقہ حافظ کہا ہے لیکن یہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور ان کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ [تهذيب الكمال ١٨/٥٦، تهذيب التهذيب ٦/٣١٤]

اور فریابی، عبدالرزاق، عبیداللہ بن موسیٰ وغیرہ ثوری سے روایت کرنے میں تقریباً برابر ہی مقام رکھتے ہیں۔جیسا کہ مزی نے ابوبکر خیثمہ سے یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا ہے۔

[تهذيب الكمال ١٨/٥٦]

لیکن اس کے باوجود فریابی اہل علم کے ہاں سفیان ثوری سے روایات کرنے میں مقدم سمجھا جاتا ہے اگرچہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فریابی ثوری کی مرویات میں بسا اوقات خطا کر جاتا ہے۔

[تقريب التهذيب ١/٥١٥ (٦٤١٥)]

فریابی کو یہ اولویت حاصل ہے مگر پھر بھی یہ روایت منکر یا شاذ نہیں بنتی ہے۔کیونکہ عبدالرزاق سے روایت کرنیوالے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہیں اور یہ بات معلوم ہے کہ احمد بن حنبل کا سماع عبدالرزاق کے حافظہ متغیر ہو جانے سے پہلے کا ہے جیسا کہ سیوطی نے طبقات میں ذکر کیا ہے۔

[طبقات الحفاظ ۱/۱۵۸,۱۵۹(۳۳۷)]

اوراصول یہ ہے کہ ثقہ راوی کی تغیر حافظہ سے قبل کی روایت باقی تمام ثقات حفاظ کی روایات کیطرح ہی معتبر اور قابل احتجاج ہے۔اور شاذ روایت وہ ہوتی ہے کہ جسے کوئی ایک ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ یا کئی ثقات کی مخالفت میں بیان کرے۔

اور شاذ کی یہ تعریف اس جگہ پر صادق نہیں آئی کیونکہ فریابی والی روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔

ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَاِذَا جَلَسَ اِفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ ذِرَاعَيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَاَشَارَ بِالسُّبَابَهِ۔

’’ ہم کوسفیان نے حدیث بیان کی وہ عاصم بن کلیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں۔کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ اپنا دائیاں ہاتھ بائیں پر رکھتے تھے اور جب بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو پھیلاتے اور اپنے دونوں بازوؤں کو اپنی رانوں پر رکھتے اور شہادت والی انگلی سے اشارہ فرماتے۔‘‘

تو اس روایت میں فریابی نے مبہم اشارہ کا ذکر کیا ہے اور تعین نہیں کیا کہ یہ اشارہ بین السجدتین ہے یا اشارہ تشھد جبکہ عبدالرزاق نے ثم سجدہ کہہ کر وضاحت کردی ہے کہ جو اشارہ میں بیان کر رہا ہوں وہ اشارہ بین السجدتین ہے۔

تو دونوں صورتوں میں (۱۔فریابی کا مبہم بیان کرنا اور عبدالرزاق کا ابہام کو رفع کر دینا،۲۔فریابی نے اشارہ تشھد بیان کیا ہو اور عبدالرزاق نے اشارہ بین السجدتین ذکر نہ کیا‘ اور اشارہ تشھد کو عبدالرزاق نے) کسی ایک نے بھی دوسرے کی مخالفت نہیں کی ہے بلکہ مخالفت تو تب ہوتی جب عبدالرزاق نے ثم سجد کہا تو فریابی ’’ثم لم یسجد‘‘ کے الفاظ ذکر کرتا۔

اس بارہ میں مزید تشفی کے لیے شیخ ناصرالدین الالبانی رحمہ اللہ کی کتاب مسح علی الجورین میں ھزیل عن المغیرہ بن شعبہ والی روایت پر مفصل بحث دیکھی جاسکتی ہے۔جس سے معلوم ہوجائیگا کہ اس طرح سے ثقہ کی زیادتی جو اوثق یا ثقات کے مخالف ومنافی نہ ہو مقبول ومعتبر ہوتی ہے۔

اور یہ بات اصول حدیث میں مسلمہ ہے کہ ثقہ راوی اگر حدیث میں کچھ الفاظ زائد ذکر کرے تو اس وقت تک ان الفاظ کو رد نہیں کیا جاتا جب تک وہ اوثق یا ثقات کے منافی ومخالف نہ ہوں۔

نتیجة البحث:

تو ثابت ہوا کہ اس روایت پر وارد ہونے والے اعتراضات باطل ہیں اور اصول محدثین کے خلاف ہیں۔اور یہ حدیث صحیح اور قابل احتجاج ہے اور اشارہ بین السجدتین ھدی رسول اللہ ﷺ ہے جیسا کہ ابن القیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں ذکر کیا ہے۔

هذا ، والله تعالىٰ اعلم وعلمه اتم واقوم و ردالعلم اليه اسلم والشكر والدعاء لمن نبه وأرشد

ماں کی عظمت

قاری انس مہار (درجہ اولیٰ)

ماں زندگی ہے مرکز صبر وقرار ہے
ماں ایک چمن ہے جس میں مسلسل بہار ہے
ماں لطیف ہے سکون ہے شفقت ہے پیار ہے
ماں ایک عظیم نعمتِ پروردگار ہے
ماں پہلی درسگاہ ہے عقل وشعور کی
ماں شمع فروزاں ہے محبت کے نور کی
ماں ہے نظارہ قدرتِ رب جلیل کا
ماں چشمہ خلوص ہے الفت کی جھیل کا
ماں کو رب نے یہ عظمت کمال دی
ماں کی دعا سے آئی مصیبت بھی ٹال دی
ماں کے پیار کی محمد (ﷺ) نے اسطرح مثال دی
جنت اُٹھا کے ماں کے قدموں میں ڈال دی

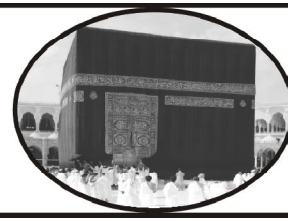

حج کی کہانی

محمد عظیم حاصل پوری (مدرس جامعہ ھذا)

حضرت اسماعیل علیہ السلام جب جوان ہو گئے۔تو یمن سے آئے ہوئے قبیلہ جُرہُم سے عربی سیکھ لی اوران کی نگاہوں میں جچنے لگے،ان لوگوں نے اپنے خاندان کی ایک خاتون سے آپ علیہ السلام کی شادی کر دی۔اسی دوران حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا انتقال ہوگیا۔ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کوخیال ہوا کہ اپنا ترکہ دیکھنا چاہیے۔چنانچہ وہ مکہ تشریف لائے۔لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہ ہوئی۔بہو سے حالات دریافت کئے۔اس نے تنگ دستی کی شکایت کی۔آپ علیہ السلام نے وصیت کی کہ اسماعیل علیہ السلام آئیں تو کہنا اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دیں۔اس وصیت کا مطلب حضرت اسماعیل علیہ السلام سمجھ گئے۔بیوی کوطلاق دے دی اورایک دوسری عورت سے شادی کر لی جو جُرہُم کے سردار مضاض بن عمرو کی صاحبزادی تھی۔

اس دوسری شادی کے بعدایک بار پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ تشریف لائے مگراس دفعہ بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہ ہوئی۔بہو سے احوال دریافت کئےتواس نے اللہ کی حمد وثناء کی۔آپ نے وصیت کی کہ اسماعیل علیہ السلام اپنے دروازے کی چوکھٹ برقرار رکھیں اور فلسطین واپس ہوگئے۔اسکے بعد پھرتشریف لائے تو اسماعیل علیہ السلام زمزم کے قریب درخت کے نیچے تیر گھڑ رہے تھے۔دیکھتے ہی لپک پڑے اور وہی کیا جوایسے موقع پرایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ اور بیٹا باپ کے ساتھ کرتا ہے۔یہ ملاقات اتنے طویل عرصے کے بعد ہوئی تھی کہ ایک نرم دل اورشفیق باپ اپنے بیٹے سے اورایک اطاعت شعار بیٹا اپنے باپ سے بمشکل ہی اتنی لمبی جدائی برداشت کرسکتا ہے۔اسی دفعہ دونوں نے مل کرخانہ کعبہ تعمیر کیا۔بنیادکھودکر دیواریں اٹھائیں (یادرہے کہ بیت اللہ کی تعمیرسب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کے ہاتھوں عمل میں آئی پھرطوفان نوح سے اس کے آثارمٹ گئے پھرایک لمبے عرصہ کے بعدخلیل اللہ اور ذبیح اللہ نے حکم خداوندی کے مطابق اس مبارک کام کوکیا)اوراللہ نے حکم

فرمایا: کہ اے ابراہیم علیہ السلام! ساری دنیا کے لوگوں کو حج کیلئے آواز دو۔

﴿ وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ﴾ [سورۃ الحج:۲۷]

''اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے لوگ تیرے پاس پیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی، دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے''

عام باشندگانِ عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعوت وتبلیغ کے نتیجے میں دینِ ابراہیمی کے پیرو تھے، اس لیے صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے اور توحید پر کاربند تھے، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے خدائی درس ونصیحت کا حصہ بھلا دیا۔ پھر بھی انکے اندر توحید اور کچھ دینِ ابراہیمی کے شعائر باقی رہے، تا آنکہ بنو خزاعہ کا سردار عمرو بن لحی منظر عام پر آیا۔ اس کی نشوونما بڑی نیکوکار، صدقہ وخیرات اور دینی امور سے گہری دلچسپی پر ہوئی تھی، اس لیے لوگوں نے اسے محبت کی نظر سے دیکھا اور اسے اکابر علماء اور فاضل اولیاء میں سے سمجھ کر اسکی پیروی کی۔ پھر اس شخص نے ملک شام کا سفر کیا۔ دیکھا تو وہاں بتوں کی پوجا کی جارہی تھی۔ اس نے سمجھا کہ یہ بھی بہتر اور برحق ہے کیونکہ ملک شام پیغمبروں کی سرزمین اور آسمانی کتابوں کی نزول گاہ تھی۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھ ہبل بت بھی لے آیا۔ اور اسے خانہ کعبہ کے اندر نصب کر دیا اور اہل مکہ کو اللہ کے ساتھ شرک کی دعوت دی۔ اہل مکہ نے اس پر لبیک کہا۔ اس کے بعد بہت جلد باشندگان حجاز بھی اہل مکہ کے نقش قدم پر چل پڑے، کیونکہ وہ بیت اللہ کے والی اور حرم کے باشندے تھے۔ اسطرح عرب میں بت پرستی کا آغاز ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک جن عمرو بن لحی کے تابع تھا۔ اس نے بتایا کی قوم نوح کے بت یعنی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر جدہ میں مدفون ہیں۔ اس اطلاع پر عمرو بن لحی جدہ گیا اور ان بتوں کو کھود نکالا۔ پھر انہیں تہامہ لایا اور جب حج کا زمانہ آیا تو انہیں مختلف قبائل کے حوالے کیا۔ یہ قبائل ان بتوں کو اپنے اپنے علاقوں میں لے گئے۔ اسطرح ہر ہر قبیلے میں، پھر ہر ہر گھر میں ایک ایک بت ہوگیا۔ علاوہ ازیں یہی عمرو بن لحی تھا جس نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر حام بحیرہ، سائبہ، وصیلہ وغیرہ جانور چھوڑے تھے۔

پھر مشرکین نے مسجد حرام کو بھی بتوں سے بھر دیا (چنانچہ جب مکہ فتح کیا گیا تو بیت اللہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ بت تھے جنہیں خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے توڑا۔ آپ ﷺ ہر ایک کو چھڑی سے ٹھوکر مارتے جاتے تھے اور وہ گرتا جاتا تھا۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے ان سارے بتوں کو مسجد حرام سے باہر نکال کر جلا دیا گیا) اور مذہبی حالت یہاں تک بگڑ گئی کہ بیت اللہ کا مرد و عورت ننگے طواف کرنے لگے اور اللہ کے اس پاک گھر کے قریب تالیوں اور سیٹیوں کو بجانا ایک عبادت سمجھ لیا گیا۔

﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ط فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ﴾ [سورۃ الانفال:۳۵]

''اور ان کی نماز کعبہ کے پاس صرف یہ تھی سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا سو اپنے کفر کے سبب اس عذاب کا مزہ چکھو''

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی اس حالت زار کو دیکھا تو ان میں انہیں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو صداقت و امانت کا علمبردار تھا جس نے اخلاقیات کا ایسا درس دیا کہ راہ حق سے بھٹکی ہوئی انسانیت جہالت کے اندھیروں سے نہ کہ خود کو نکال لائی بلکہ دوسروں کے لیے رہبر و رہنما بن گئے بقول شاعر

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ھادی بن گے
کیا نظر تھی یہ جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

۹ ربیع الاول ۲۰ یا ۲۲ اپریل ۵۷۱ء سوموار کی صبح کا سورج طلوع ہو رہا تھا اور ادھر مکہ کے سردار کے گھر اہل زمیں کا آفتاب روشن ہو چکا تھا' بچپن اور جوانی کے چند ایام ہی گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبری تاج پہنا دیا، پیغام رسالت کو پہنچاتے ہوئے طرح طرح کے مصائب و آلام سے گزرے ۔الغرض نبوت کے ۱۴ سال ۲۷ صفر ۱۲۔۱۳ ستمبر ۶۲۲ء کو مکہ چھوڑنے کا حکم ملا، مدینہ میں جا بسیرا کیا اللہ نے مسلمانوں سے مال و جان کی مدد فرمائی اور اسلام کی کرنیں جلد ہی چار سو پھیل گئیں ہجرت کے چھٹے سال مکہ مکرمہ کی طرف عمرہ کی نیت سے روانہ ہوئے مگر حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کو روک لیا گیا آئندہ سال ۷ھ کو عمرہ کی قضائی کے لیے آپ ﷺ عورتوں اور بچوں کے علاوہ دو ہزار افراد کے ساتھ مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے اور عمرۃ القضاء کی ادائیگی کے بعد مکہ میں تین دن قیام کیا اور پھر مدینہ کی

طرف واپس روانہ ہوئے۔جلد ہی اللہ نے ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ کو فتح مکہ کی خوشخبری سنا دی ۹ھ کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر مکہ کی طرف بھیجا۔

ہجرت کے بعد مدینہ میں نو برس گزر چکے تھے کہ آپ ﷺ نے حج نہیں کیا تھا پھر جب حج کی فرضیت نازل ہوئی تو دسویں سال آپ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کرایا کہ رسول اللہ حج کا ارادہ رکھتے ہیں جو لوگ حج کے لئے جانا چاہتے ہیں وہ رفاقت کے لئے تیار ہو جائیں آپ ﷺ کے ساتھ نوے ہزار آدمی تھے (،بعض حضرات نے ایک لاکھ تیس ہزار اور بعضوں نے اس سے بھی زائد تعداد بیان کی ہے) آپ ﷺ ماہ ذی قعدہ کے ختم ہونے سے پانچ دن پہلے ظہر وعصر کے درمیان مدینہ سے روانہ ہوئے آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ میں نماز پڑھی اور قصواء (اونٹنی کا نام) پر سوار ہو کر بیداء کے میدان میں بآواز بلند تلبیہ کے یہ کلمات کہے :

((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ))

''حاضر ہوں تیری خدمت میں اے اللہ ! تیری خدمت میں حاضر ہوں، حاضر ہوں تیری خدمت میں تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں تیری خدمت میں بے شک تعریف اور نعمت تیرے لئے ہے اور بادشاہت بھی تیرے ہی لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔''

پھر جب آپ ﷺ بیت اللہ پہنچے تو حجر اسود پر ہاتھ رکھا اور اس کو بوسہ دیا اور تین بار رمل یعنی تیز رفتار سے اور اکڑ کر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور چار مرتبہ اپنی رفتار سے یعنی آہستہ آہستہ چل کر طواف کیا اور طواف کے بعد مقام ابراہیم کی طرف بڑھے اور یہ آیت پڑھی۔

﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾

''مقام ابراہیم کے اطراف کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ'' [البقرة:۱۲۵]

پھر آنحضرت ﷺ نے مقام ابراہیم اور بیت اللہ کو اپنے درمیان کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر حجر اسود کی طرف لوٹے اور اس کو بوسہ دیا اس سے فارغ ہو کر مسجد کے دروازہ یعنی باب الصفا سے نکلے اور صفا پہاڑ کی طرف چلے چنانچہ جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھی۔

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾

''بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے دین کی نشانیوں میں سے ہیں'' [البقرۃ:۱۵۸]

اور فرمایا میں بھی اسی چیز کے ساتھ ابتداء کرتا ہوں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلے صفا کا ذکر کیا ہے پھر مروہ کا اسی طرح میں بھی پہلے صفا پر چڑھتا ہوں پھر مروہ پر چڑھوں گا، چنانچہ آپ ﷺ نے سعی کی ابتداء صفا سے کی اور اس پر چڑھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جب صفا سے بیت اللہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی بڑائی بیان کی یعنی لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہا اور یہ کلمات فرمائے۔

((لاَ إِلَـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لاَ شَـرِيْكَ لَـهُ لَـهُ الْـمُـلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَـىْءٍ قَـدِيـرٌ لاَ إِلَـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ أَنْـجَـزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ))

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا وتنہا ہے اس نے اسلام کا بول بالا کرنے کا اپنا وعدہ پورا کیا اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور کفار کے لشکر کو تنہا شکست دی''

ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو آنحضرت ﷺ آفتاب طلوع ہونے کے بعد سوار ہوئے اور منی پہنچ گئے منی کی مسجد خیف میں ظہر وعصر، مغرب عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھی گئیں اور نویں تاریخ کی فجر کی نماز پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر قیام کیا یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا اور آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ آپ ﷺ کے لئے وادی نمرہ عرفات میں خیمہ نصب کیا جائے جو بالوں کا بنا ہوا تھا پھر رسول کریم ﷺ منی سے عرفات کو روانہ ہوئے قریش کو گمان تھا کہ آنحضرت ﷺ مشعر حرام مزدلفہ میں قیام کریں گے جیسا کہ قریش زمانہ جاہلیت میں حج کے موقعہ پر کیا کرتے تھے مگر رسول کریم ﷺ مزدلفہ سے آگے بڑھ گئے یہاں تک کہ

میدان عرفات میں آئے اور وادی نمرہ میں اپنے خیمہ میں قیام کیا یہاں تک کہ جب دوپہر ڈھل گیا تو قصواء پر سوار ہو کر وادی نمرہ میں تشریف لائے اور لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا))

اے لوگو ! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن عرفہ میں تمہارے اس مہینہ ذی الحجہ میں اور تمہارے اس شہر مکہ میں حرام ہیں

((أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ))

یاد رکھو ! زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں کے نیچے ہے اور پامال و بے قدر یعنی موقوف بات ہے لہٰذا اسلام سے پہلے جس نے جو کچھ کیا میں نے وہ سب معاف کیا اور زمانہ جاہلیت کے تمام رسم ورواج کو موقوف وختم کر دیا زمانہ جاہلیت کے خون معاف کر دیئے گئے ہیں، زمانہ جاہلیت کا سود معاف کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلا سود جسے میں اپنے سودوں سے معاف کرتا ہوں عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔

((فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَه، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ))

اے لوگو ! عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو خدا کی امان کے ساتھ لیا ہے یعنی ان کے حقوق کی ادائیگی اور ان کو عزت واحترام کے ساتھ رکھنے کا جو عہد خدا نے تم سے لیا ہے یا اس کا عہد جو تم نے خدا سے کیا ہے اسی کے مطابق عورتیں تمہارے پاس آئی ہیں، اور ان کی شرم گاہوں کو خدا کے حکم سے (یعنی فانکحوا کے مطابق رشتہ زن وشوقائم کر کے)

اپنے لئے حلال بنایا ہے اور عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تم کو ناگوار گزرے اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم ان کو اپنی استطاعت وحیثیت کے مطابق کھانے پینے کا سامان اور مکان اور کپڑا دو۔

((وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللّٰهِ. وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُوْنَ))

لوگو ! میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑتا ہوں جس کو اگر تم مضبوطی سے تھامے رہو گے تو میرے بعد (یا اس کو مضبوطی سے تھامے رہنے اور اس پر عمل کرنے کے بعد) تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے اور وہ چیز کتاب اللہ ہے اور اے لوگو ! میرے بارہ میں تم سے پوچھا جائے گا کہ میں نے منصب رسالت کے فرائض پوری طرح انجام دیئے یا نہیں؟ اور میں نے دین کے احکام تم تک پہنچا دیئے یا نہیں؟ تو تم کیا جواب دو گے؟

اس موقع پر صحابہ نے (بیک زبان) کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ ﷺ نے دین کو ہم تک پہنچا دیا اپنے فرض کو ادا کر دیا اور ہماری خیر خواہی کی اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا بایں طور کہ اسے آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر لوگوں کی طرف جھکا کر تین مرتبہ یہ کہا کہ اے اللہ ! اپنے بندوں کے اس اقرار اور اعتراف پر تو گواہ رہ اے اللہ ! تو گواہ رہ۔

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور اقامت کہی اور ظہر کی نماز پڑھی گئی پھر دوبارہ اقامت کہی گئی اور عصر کی نماز ہوئی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی چیز یعنی سنت ونفل نہیں پڑھی گئی پھر آنحضرت ﷺ سوار ہوئے اور میدان عرفات میں ٹھہرنے کی جگہ پہنچے وہاں اپنی اونٹنی قصواء کا پیٹ پتھروں کی طرف کیا اور جبل مشاۃ یہ ایک جگہ کا نام ہے اپنے آگے رکھا پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا، زردی بھی تھوڑی سی جاتی رہی اور آفتاب کی ٹکیہ غائب ہو گئی۔ آپ ﷺ نے حضرت اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور تیز تیز چل کر مزدلفہ آ گئے یہاں ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھیں اور ان دونوں نمازوں

کے درمیان اور کچھ نہیں پڑھا پھر آپ ﷺ لیٹ گئے یہاں تک کہ جب فجر طلوع ہوگئی تو آپ ﷺ نے صبح کی روشنی پھیل جانے پر اذان واقامت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی پھر آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہو کر مشعر حرام میں آئے اور وہاں قبلہ رو ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ تکبیر کہی۔

یہاں تک کہ صبح خوب روشن ہوگئی تو سورج نکلنے سے پہلے وہاں سے چلے جب وادی محسر میں پہنچے تو اپنی سواری کو تیز چلاتے ہوئے جمرہ کبریٰ پہنچے اور اس پر سات کنکریں ماریں، اس کے بعد قربانی کرنے کی جگہ جو منیٰ میں ہے واپس آئے اور یہاں آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تریسٹھ اونٹ ذبح کئے اور باقی اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کئے چنانچہ باقی سینتیس اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کئے۔ (وہ اونٹ جو آپ ﷺ کے لئے قربانی کے واسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لے کر آئے تھے اور وہ اونٹ جو آپ ﷺ خود اپنے ہمراہ لائے تھے، سب کی مجموعی تعداد سو تھی) آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر اونٹ میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا جائے چنانچہ وہ سب گوشت لے کر ایک ہانڈی میں ڈال دیا گیا اور اسے پکایا گیا جب گوشت پک گیا تو آپ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے اس گوشت میں سے کھایا اور اس کا شوربہ پیا۔ آپ ﷺ سوار ہوئے اور خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوگئے، وہاں پہنچ کر طواف کیا اور مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی پھر عبدالمطلب کی اولاد یعنی اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے پاس تشریف لائے جو زمزم کا پانی پلا رہے تھے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا۔ عبدالمطلب کی اولاد زمزم کا پانی کھینچو اور پلاؤ کہ یہ بہت ثواب کا کام ہے اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے پانی پلانے پر غلبہ پالیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کھینچتا ابھی اس بات کا خوف ہے کہ لوگ مجھے پانی کھینچتا دیکھ کر میری اتباع میں خود بھی پانی کھینچنے لگیں گے اور یہاں بہت زیادہ جمع ہو جائیں گے جس کی وجہ سے زمزم کا پانی کھینچنے اور پلانے کی یہ سعادت تمہارے ہاتھ سے چلی جائے گی اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا تو میں خود بھی تم لوگوں کے ساتھ پانی کھینچتا اور لوگوں کو پلاتا، چنانچہ عبدالمطلب کی اولاد نے آپ ﷺ کو پانی کا ایک ڈول دیا جس میں سے آپ ﷺ نے پانی پیا۔ صحیح مسلم، الحج، (۲۹۵۰) وصحیح بخاری (۲۲۲/۱) وقلب جزیرة العرب (ص/۲۳۰)

ابن هشام (۵۴۳/۲) مختصر سیرة الرسول از شیخ محمد بن عبد الوهاب (ص/۱۲-۱۳-۵۰-۵۴)

مولانا سید نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ
اور خدمت حدیث

ملک عبدالرشید عراقی (سوہدرہ)

مولانا سید نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ بن مولانا سید اولاد حسن خاں رحمہ اللہ قنوجی ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۸ھ بانس بریلی میں پیدا ہوئے۔ مولانا سید اولاد حسن خاں رحمہ اللہ اپنے وقت کے ممتاز اور جید عالم دین تھے۔ حضرت امیر المومنین سید احمد شہید رائے رحمہ اللہ بریلوی سے بیت تھے۔ زہد وورع میں سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ آپ نے قنوج میں توحید وسنت کی بہت زیادہ تبلیغ کی، اور آپ کی تبلیغ سے عقائد واعمال میں بہت زیادہ اصلاح ہوئی۔ ۱۲۵۳ء میں قنوج میں رحلت فرمائی۔

ابتدائی تعلیم

حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ مولانا سید احمد حسن عرشی رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ مولانا سید احمد حسن رحمہ اللہ جملہ علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ عمل بالسنۃ کے بڑے شدائی تھے۔ تصنیف میں، تقلید شخصی کی تردید میں آپ کی کتاب ''شہاب ثاقب'' بڑی لاجواب کتاب ہے۔ انکا سن ولادت ۱۲۴۶ھ ہے۔ اور سن وفات ۱۲۷۷ء ہے۔

۱۲۶۹ھ میں نواب صاحب رحمہ اللہ حصول تعلیم کیلئے دہلی تشریف لائے، اور صدر الافاضل علامہ صدر الدین آزردہ دہلوی (م ۱۲۵۸ھ) کی خدمت میں ۲۰ ماہ رہ کر علم معقول ومنقول میں استفادہ کیا۔

تحصیل حدیث

نواب صاحب رحمہ اللہ نے حدیث کی تحصیل کئی نامور اساتذہ سے کی۔ جن میں درج ذیل علمائے کرام بہت زیادہ مشہور ہیں۔

۱۔ مولانا شیخ عبدالحق محدث بنارسی (م ۱۲۸۶ھ)

۲۔ علامہ شیخ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ)

۳۔ مولانا شاہ محمد یعقوب دہلوی مہاجر مکی (م ۱۲۸۳ھ)

تکمیل تعلیم کے بعد

نواب صاحب رحمہ اللہ نے ۲۱ سال کی عمر میں علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی اور اسکے بعد اپنے وطن قنوج تشریف لے گئے۔لیکن قنوج میں آپ کا قیام زیادہ نہ رہا۔فکر معاش کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے ریاست بھوپال کو منتخب فرمایا۔آپ بھوپال تشریف لائے۔نواب شاہجان بیگم سربرائے سلطنت تھیں۔جو بیوہ ہوچکی تھیں۔ان سے آپ کا نکاح ہوا،اور شریک سلطنت ہوئے۔

دینی وعلمی ساعی

حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ نے دین اسلام اور کتاب وسنت کی اشاعت اور فروغ کے لئے علمی اقدام کئے۔چنانچہ آپ نے نامور علمائے کرام کا ایک بورڈ قائم کیا۔جس میں مولانا قاضی محمد مچھلی شہری (م۱۲۳۴ھ)،مولانا محمد بشیر سہسوانی (م۱۳۲۶ھ)،مولانا بشیر الدین محدث (م۱۳۷۳ھ)،اور مولانا سلامت اللہ جے راج پوری (م۱۳۲۲ھ) وغیرہم شامل تھے۔علامہ شیخ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م۱۳۷۴ھ) اس علمی بورڈ کے چیرمین تھے۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں:

''بھوپال ایک زمانہ تک علمائے حدیث کا مرکز رہا۔قنوج،سہسوان اور اعظم گڑھ کے بہت سے علماء اس ادارہ میں کام کررہے تھے۔شیخ حسین عرب یمنی ان سب کے سرخیل تھے''

(تراجم علمائے حدیث ص/۳۶)

اشاعت کتب تفسیر وحدیث

اشاعت کتب تفسیر وحدیث حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کا عظیم کارنامہ ہے۔آپ نے تفسیر ابن کثیر،فتح الباری شرح صحیح بخاری اور نیل الاوطار،بلاد غرب سے منگوا کر طبع کرائیں اور علماء میں مفت تقسیم کیں۔

حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ذاتی کتب خانہ میں بہت سے قیمتی نودرات جمع کئے تھے۔ان نوادرات کی فہرست مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی (م۲۹۶۶ھ) نے ماہنامہ رحیق لاہور

میں شائع کی تھی۔(نواب صاحب نے اپنا کتب خانہ اپنے آخری عہد حیات میں اپنے ورثا میں تقسیم کر دیا تھا)

تصانیف

حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ عربی ،فارسی اور اردو میں تفسیر،حدیث،فقہ،عقائد،تردید تقلید،سیاست،تاریخ وسیر،مناقب،علوم ادب،اخلاص تردید شیعیت اور تصوف پر(۲۲۲) کتابیں لکھیں۔

خدمت حدیث پر نواب صاحب رحمہ اللہ کی تصانیف

حدیث اور فن حدیث پر نواب صاحب رحمہ اللہ نے جو کتابیں تصنیف کیں انکی اجمالی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔عون الباری	عربی	۲۔السراج الوہاج	عربی
۳۔توفیق الباری	اردو	۴۔مسک الختام	فارسی
۵۔فتح العلام	عربی	۶۔موائد العوائد	فارسی
۷۔الحطہ فی ذکر الصحاح ستہ	عربی	۸۔الحرز اکملنون	عربی
۹۔البنیان المرصوص	فارسی	۱۰۔عین القین	اردو
۱۱۔غنیۃ اتعاری	اردو	۱۲۔تمیتہ الصبی	اردو
۱۳۔الروض البام	عربی	۱۴۔خیر القرین	اردو
۱۵۔اربعون حدیثاً	عربی	۱۶۔اربعون حدیثا متواترہ	عربی
۱۷۔الادراک	عربی	۱۸۔تقویۃ الدیقان	اردو
۱۹۔نیل الامانی	عربی	۲۰۔ضوء الشمس	اردو
۲۱۔ازالہ الحیرہ	فارسی	۲۲۔اطلاق المحبدس	فارسی
۲۳۔جہر المعس	فارسی	۲۴۔صود العفاۃ	فارسی

۲۵۔انارۃ الضمیر	فارسی	۲۶۔تشکیل الصور	فارسی
۲۷۔زیادۃ الایمان	اردو	۲۸۔ثبات القدم	فارسی
۲۹۔لب اللباب	فارسی	۳۰۔مالابدمن الرجوع	فارسی
۳۱۔کشف الکربہ	فارسی	۳۲۔ازالۃ الضمیر	فارسی
۳۳۔لیط الغرش	فارسی	۳۴۔چہل حدیث	اردو
۳۵۔جامع السعدات	اردو	۳۶۔الداءوالدوا	اردو
۳۷۔نزل الابرار	عربی	۳۸۔حضرات التجلی	عربی
۳۹۔ہادی القلب	اردو	۴۰۔دظیرۃ القدس	فارسی
۴۱۔عرف الجاری	فارسی	۴۲۔مثیر ساکت الغرام	عربی
۴۳۔غراس الجنۃ	اردو	۴۴۔التنہ بشارہ اہل الجنۃ	عربی
۴۵۔یقظہ لاولی الاعتبار	عربی	۴۶۔انفدیر العربان	عربی
۴۷۔الدین الخالص	عربی	۴۸۔فتح المغیث	عربی
۴۹۔منہج الوصول	عربی	۵۰۔اتباع السنۃ	عربی
۵۱۔خیر الاصول	اردو	۵۲۔فراستہ العریف	فارسی

عربی	۲۰
فارسی	۱۸
اردو	۱۴
میزان	۵۲

وفات

حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ نے ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۰۷ھ کو بھوپال میں انتقال کیا۔

اللھم أعفی وارحم

ماہ ذوالحجہ اور قربانی

مجیب الرحمٰن سیاف (مدرس جامعہ ھذا)

ذوالحجہ کا مہینہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے، اس مہینے میں نیکیوں، بخششوں اور مغفرتوں کے بے شمار ذرائع ہیں۔ یہ مہینہ اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں دو عظیم کام ''حج اور قربانی'' ایک ہی گھرانے کی یاد دلاتے ہیں۔ اور وہ گھرانہ امام الموحدین، امام و پیشوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔

قربانی ہمارے جدامجد سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ادا ہے یہ ادا ہر مسلمان بڑے جوش وخروش سے مناتا ہے۔ یقیناً سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سیرت مقدسہ سے ہمیں حوصلہ، صبر، اطاعت وفرمانبرداری اور قربانی و جان نثاری کا سبق ملتا ہے۔

قربانی کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ((فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ))

''پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔'' (الکوثر:۲)

ایک اور جگہ فرمایا

''اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کا ایک طریقہ مقرر کیا ہے تاکہ اللہ نے جوان کو مویشی چارپائے دیئے ہیں (ان کے ذبح کرتے وقت) وہ ان پر اللہ کا نام لیں تو دیکھو اس قربانی میں سے تم خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔'' (الحج:۲۸)

اردو میں جس چیز کو قربانی کہتے ہیں اصل لفظ قربان بروزن قرآن ہے۔ قربانی محض خون بہانے اور جانوروں کو ذبح کرنے کا نام نہیں بلکہ قربانی اس چیز کا نام ہے کہ آدمی دل میں یہ عزم کرے کہ اگر اللہ کی راہ میں جان کی قربانی کا وقت آیا تو وہ پیچھے نہیں ہٹے گا۔

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) مدینہ منورہ میں قربانی کے جانوروں کو خوب پالا کرتے تھے اور ذوق وشوق سے اپنی اپنی قربانی کے جانوروں کو خوب موٹا تازہ کرتے تھے۔

صحیح بخاری، کتاب الاضاحی(۹۱۰)

عیدالأضحیٰ

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو (عید کے دن) خطبہ پڑھتے سنا آپ نے فرمایا: ''پہلا کام جو ہم سب اس دن کرتے ہیں وہ نماز ہے پھر لوٹ کر قربانی کرتے ہیں جو کوئی یہ کرے وہ ہمارے طریق پر چلا۔'' صحیح بخاری (۵۵٤۵) و مسلم(۱۹٦۱)

قربانی کا جانور کیسا ہو..؟

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) مدینہ منورہ میں قربانی کے جانوروں کو خوب پالا کرتے تھے اور ذوق وشوق سے اپنی اپنی قربانی کے جانوروں کو خوب موٹا تازہ کرتے تھے۔

صحیح بخاری، کتاب الاضاحی(۹۱۰)

جانور بالکل بے عیب اور بے داغ ہونا چاہئے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قربانی اس جانور کی کرو جو دو دانت والا (دوندا) ہو۔ مسلم(۱۹٦۳)

خصی جانوروں کی قربانی کی جائز ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے دو خصی مینڈھوں کی قربانی دی تھی۔ مجمع الزوائد(۲۷/٤)

جمہور علماء کے نزدیک قربانی کا سب سے بہتر جانور اونٹ ہے اس کے بعد گائے اس کے بعد مینڈھا اور پھر بکری وغیرہ (نووی شرح مسلم) گھوڑے، نیل گائے، ہرن اور مرغے وغیرہ کی قربانی سنت رسول ﷺ کے مطابق ناجائز ہے۔

قربانی کا جانور ذبح کرنے کا طریقہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے دو چتکبرے مینڈھے قربانی کیے میں نے دیکھا آپ اپنا پاؤں ان کے منہ کے ایک جانب رکھے ہوئے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہے تھے۔

بخاری(۵۵۵۸)

عورت بھی ذبح کر سکتی ہے

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیٹے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت (کعب کی لونڈی) نے ایک بکری پتھر سے کاٹ ڈالی۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بکری کا گوشت کھاؤ۔'' صحیح بخاری کتاب الذبائح(٥٥٠٤)

اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کے ساتھ ساتھ جو مسلمان عورت قربانی کا جانور ذبح کرنے کا شوق رکھتی ہو تو وہ جانور ذبح کر سکتی ہے۔

قربانی کے دن

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ((وَاذْكُرُوا اللهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ)) (البقرۃ:٢٠٣)

تفسیر ابن کثیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

«« الايام المعدودات ايام التشريق وهى أربعة ايام يوم النحر و ثلاثة بعده۔ »»

''الايام المعدودات'' سے مراد ایام التشریق یعنی یوم النحر (بقرعید کا دن) پھر تین دن اس کے بعد ہیں یعنی ١١، ١٢، ١٣ ذوالحجہ۔'' تفسیر ابن کثیر (٦٦٤/٥)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذِبْحٌ))

''سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔'' مسند احمد(١٦٧٥١)صحیح

کھالیں

غرباء و مساکین، دینی مدارس جن میں طلباء و طالبات رہائش پذیر ہوں، مجاہدین، بیوہ، یتیم وغیرہ۔

اَحکام عیدالاَضحیٰ

عیدالاضحیٰ کی نماز بہ نسبت عیدالفطر کی نماز کے جلد پڑھ لینی چاہیے۔

- عیدالاضحیٰ میں بہتر ہے کہ آدمی کچھ کھائے بغیر نماز کے لئے جائے۔
- نمازِ عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔
- قربانی رات کو بھی کی جاسکتی ہے۔

❀ نمازِ عید کے لئے آتے جاتے راستہ تبدیل کرلیا جائے۔

❀ یوم العید میں امام کا عورتوں کو وعظ و نصیحت کرنا چاہیے۔

عید الفطر اور عید الاضحیٰ چند کاموں کے علاوہ باقی سب کام ایک جیسے ہیں۔ مثلاً

⊙ غسل کرنا اور حسبِ توفیق کپڑے پہننا۔

⊙ خوشبو لگانا۔

⊙ رکعات اور تکبیرات، یاد رہے کہ بعض بہنیں حیض کی وجہ سے تکبیرات کہنا یا کوئی دعا وغیرہ پڑھنا پسند نہیں کرتیں لیکن ایسی سوچ شریعت کے خلاف ہے۔ لہذا مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی تکبیرات کہنی چاہیں۔

⊙ نماز کے بعد خطبہ سننا۔

⊙ بوڑھی و جوان عورتوں کا عیدگاہ کی طرف جانا خواہ حیض والی ہی کیوں نہ ہوں۔

⊙ مرد و خواتین کے ساتھ بچوں کا بھی عیدگاہ کی طرف جانا۔

⊙ عید مبارک کہنے کے بجائے تقبل الله منی و منك کہنا چاہیے۔

⊙ اگر کوئی باجماعت عید کی نماز نہ پڑھ سکے تو اکیلا ہی دو رکعت پڑھ لے۔

⊙ اگر جمعہ کے دن عید آجائے تو جمعہ کی رخصت ہے۔ ہاں اگر کوئی پڑھنا چاہیے تو پڑھ لے۔

قربانی کے گوشت کی تقسیم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کا ایک طریقہ مقرر کیا ہے تاکہ اللہ نے جوان کو مویشی چارپائے دیئے ہیں (ان کے ذبح کرتے وقت) وہ ان پر اللہ کا نام لیں تو دیکھو اس قربانی میں سے تم خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔'' (الحج:۲۸)

اس لیے چاہئے کہ اپنے جانور کی قربانی کا گوشت خود بھی کھائیں۔ اپنے اہل و عیال، ہمسائیوں، محلّہ والوں، غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور جنہیں قربانی میسر نہیں ہوسکی۔ نیز ان کے گھروں میں قربانی کا گوشت بھی ضرور بھیجا جائے۔ تاکہ وہ بھی عید کی خوشی میں شامل ہوسکیں۔

قربانی سے فارغ ہوکر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کریں۔ کہ جس نے قربانی کرنے اور حج کرنے

کی توفیق عطا فرمائی، تکبر، ریا کاری اور دکھلاوے سے پناہ مانگتے ہوئے قربانی کی قبولیت کی دعائیں مانگیں۔اس کے ساتھ یہ عزم، عہد و پیمان کریں کہ یہ تو ایک جانور کی قربانی ہے۔اگر ہمیں اللہ کے راستے میں اپنی جان کی قربانی دینا پڑی تو ہم دریغ نہیں کریں گے۔ان شاءاللہ

گناہوں کو حقیر سمجھنے کا خطرہ

حافظ دانش محمدی
(درجہ رابعہ)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾

''اے ایمان والو! اللہ کے حضور سچی خالص توبہ کرو'' [التحریم (٨/٦٦)]

اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان ہے کہ اس نے کراماً کاتبین کے لکھنے سے پہلے بھی ہمیں توبہ کی ایک مہلت عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ صَاحِبَ الشِّمَالِ لَيَرْفَعُ الْقَلَمَ سِتَّ سَاعَاتٍ عَنِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ الْمُخْطِىءِ أَوْ الْمُسِيْىءِ فَاِنْ نَدِمَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهُ مِنْهَا أَلْقَاهَا وَاِلَّا كُتِبَتْ وَاحِدَةٌ))

''بیشک بائیں طرف والا فرشتہ خطا کار مسلمان بندے (کی غلطی لکھنے) سے چھ گھنٹے تک قلم روکے رکھتا ہے پھر اگر وہ نادم ہو کر اللہ سے معافی مانگ لے تو وہ گناہ فرشتہ نہیں لکھتا اگر معافی نہ مانگے تو صرف ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے (اور دوسری مہلت اس غلطی کے لکھے جانے سے لے کر موت آنے تک ہے)'' المعجم الکبیر للطبرانی (٨/٨٥)(٧٧٦٥)

افسوس کی بات تو یہ ہے کہ آج کل بہت سے لوگ اللہ پر اعتماد نہیں رکھتے وہ دن رات کئی قسم کے گناہ کرتے ہیں پھر ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو گناہوں کو معمولی سمجھتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ کئی لوگ صغیرہ گناہوں کو حقیر اور معمولی سمجھتے ہیں۔ مثلاً ان میں سے کوئی ایسے بھی کہہ دیتا ہے کہ ایک اجنبی عورت کو دیکھنے یا اس سے مصافحہ کرنے میں بھلا کیا حرج ہے۔ یہ لوگ ان غیر محرم عورتوں کو فلموں، ڈراموں اور رسالوں میں بڑے غور سے دیکھتے ہیں حتیٰ کہ جب انہیں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کام حرام ہے تو ان میں سے بڑے آرام سے پوچھتا ہے کہ اس میں کتنی برائی ہے آیا یہ کبیرہ گناہ ہے یا صغیرہ۔ آپ جب امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح میں مذکورہ مندرجہ بالا دو آثار سامنے رکھ کر اس بات کا جائزہ لیں گے تو آپ کو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جسکی وضاحت کچھ اسطرح ہے:

''تم لوگ کچھ ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں جبکہ ہم موبقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شمار کرتے تھے (موبقات کے معنی ہے ہلاک کرنے والے کام)''

صحیح بخاری، کتاب الرقاق (٦٤٩٢)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اِنَّ الْمُؤمِنَ یَدِیْ ذُنُوْبَہُ کَاَنَّہُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ یَخَافُ أنْ یَقَعَ عَلَیْہِ وَاِنَّ الْفَاجِرَ یَدِیْ ذُنُوْبَہُ کَذُبَابٍ مَرَّ عَلیَ أنْفِہِ فَقَالَ بِہِ ھٰکَذَا،أیْ بِیَدِہِ فَوْقَ أنْفِہِ))

''بیشک مومن اپنے گناہوں کو یوں سمجھتا ہے جسے وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور ڈرتا ہو کہ اس پر گر نہ جائے اور فاجر اپنے گناہوں کو اسطرح سمجھتا ہے کہ جیسے اس کی ناک پر مکھی بیٹھ گئی ہو پھر انہوں نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ اس نے اس طرح کر کے اس مکھی کو اپنے ناک سے اڑا دیا'' صحیح بخاری، کتا ب الدعوات(٦٣٠٨)

کیا وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو پڑھ لینے کے بعد بھی اس معاملے کی اہمیت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِیَّاکُمْ وَمُحْقَرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّھُنَّ یَجْتَمِعْنَ عَلیَ الرَّجُلِ حَتّٰی یُھْلِکْنَہُ))

''گناہوں کو حقیر سمجھنے والی باتوں سے بچو کیونکہ یہ باتیں کبھی آدمی پر اکھٹی ہوتی ہیں اور اس آدمی کو ہلاک کر ڈالتی ہیں۔'' الروض النضیر(٣٥١)

صغیرہ گناہوں کے ساتھ کبھی حیاء کی قلت، بے پروائی، اللہ تعالیٰ سے نڈر ہونا اور گناہ کو حقیر سمجھنا بھی شامل ہو جاتے ہیں اور یہ سب باتیں اس کو کبیرہ گناہ سے جا ملاتی ہیں بلکہ اس کو کبیرہ ہی بنا دیتی ہیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ جب صغیرہ گناہ بار بار کیا جائے تو وہ صغیرہ نہیں رہتا اور اگر کبیرہ گناہ پر استغفار کیا جائے تو وہ کبیرہ نہیں رہتا اور جس شخص کا یہ حال ہو اسے ہم کہتے ہیں کہ گناہ کے چھوٹا ہونے کیطرف نہ دیکھ بلکہ یہ دیکھو کہ تم نافرمانی کس کی کر رہے ہو۔ ان باتوں سے ایمان والے انشاء اللہ فائدہ اٹھائیں گے۔ جو اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کا احساس کرتے ہیں وہ نہ تو اپنی گمراہی سے بے پروا

ہیں اور نہ ہی اپنی باطل باتوں پر اصرار کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اس آیت پر ایمان رکھتے ہیں۔

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْ أَنِّيْ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ،وَأَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيْمُ﴾

''میرے بندوں کو خبر دیجئے کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں، اور جو میرا عذاب ہے درد ناک عذاب ہے'' الحجر ۱۵/۴۹، ۵۰)

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

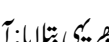

پس آپ کی رفاقت چاہیئے

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بسر کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی اور دوسری چیزیں لایا کرتا، ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خوشی سے) ارشاد فرمایا:

کوئی چیز مانگنا چاہتے ہو تو مانگ لو، میں نے عرض کیا جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت چاہتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا، میں نے پھر یہی بتلایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((فَأَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ))

''تو پھر کثرت سجود کے ساتھ اپنے لیے میری مدد کر''

مسلم (۱۰۹٤) ، ابو دائود (۱۳۲۰)، نسائی (۱۱۳۷، ۱٦۱۷)

تکمیل معرفت ہے محبت رسول کی
ہے بندگی خدا کی اطاعت رسول کی

اتنی ہی آرزو ہے بس اے رب دو جہاں
دل میں رہے عثمان کے محبت رسول کی

حافظ عثمان مبشر، لاہور

ایڈیٹر کی ڈاک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آزلاہور 27 جولائی 2009ء

مکرمی ومحترمی جناب حافظ اسد محمود سلفی صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلسلہ وار جریدہ ''المکرّم'' بابت ماہ جولائی، اگست ۲۰۰۹ء (شعبان المعظم، رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ) دفتر الاعتصام میں موصول ہوا۔ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ اسلاف کرام حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ومجاہد اہلحدیث حضرت حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ کی یاد میں ''المکرّم'' ایک بڑی اچھی کوشش ہے۔ جامعہ اسلامیہ سلفیہ اور مسجد مکرم جس طرح گوجرانوالہ کے مردم خیز علاقے میں قرآن وسنت کے ابلاغ کا کام کر رہے تھے۔ اللہ کریم نے ایک مزید اضافہ اس میں ''المکرّم'' کے ذریعے کر دیا ہے۔ اللھم زد فزد

اس مجلّے میں طلبائے جامعہ اسلامیہ سلفیہ اور شیوخ علمائے کرام واساتذہ عظام کے نہایت علمی وتحقیقی مضامین دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ کاغذ وطباعت بھی عمدہ ہیں۔ پروف ریڈنگ میں کچھ توجہ کی ضرورت ہے۔ بہرحال بحیثیتِ مجموعی مجلّہ اچھا اور بہترین ہے۔

اللہ سے دعا ہے اللہ کریم آپ کی، آپ کے ساتھیوں کی اور دیگر انتظامیہ وطلباء کی محنتوں کو قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد سلیم چنیوٹی

مینجر ہفت روزہ الاعتصام

31 شیش محل روڈ لاہور 54000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

21 اگست 2009ء

مکرمی ومحترمی جناب حافظ اسد محمود سلفی صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجلّہ ''المکرّم'' کا دوسرا شمارہ موصول ہوا جس کیلئے شکر گزار ہوں۔آپ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ میڈیا کا دور ہے جس کی اثر پذیری سے انکار نہیں کیا جا سکتا مگر ستم کی بات یہ ہے کہ حکومت اور اسکے ذرائع ابلاغ ،اس کی پالیسیوں اور منصوبوں نے دینی صحافت کو جس طرح بے اثر بنانے کی کوشش کی ہے اس کا تو تصور نہیں کیا جا سکتا۔صحافت میں اخبارات ورسائل ہی نہیں آتے بلکہ تمام ذرائع ابلاغ ،ریڈیو،ٹی۔وی،ویب سائیٹ اور وی سی آر بھی آتے ہیں۔ان میں سے بعض ادارے کلیۃً حکومت کے کنٹرول میں ہیں اور ان کا رخ دینی صحافت کو مٹانے کیطرف ہے۔

ایسے حالات میں ایک دینی پرچے کے اجرأ کا مقصد کتاب وسنت کی سچی اور سچی دعوت کو لوگوں تک پہنچانا اور انہیں دین میں خود ساختہ رسوم سے آگاہ کرنا قابل ستائش ہے۔مجلّہ صوری ومعنوی اعتبار سے خوب ہے۔اللہ تعالیٰ اسے کامیاب فرمائے اور رفقاء ادارہ کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔المکرّم کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھنے کی ہمت وتوفیق سے نوازے۔(آمین) میری دعائیں اور وفائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

میری رائے میں اگر آپ سرورق پر ''کتاب وسنت کا ترجمان ،علمی ،دعوتی واصلاحی کے ساتھ مجلّہ المکرّم کرلیں اور سلسلہ وار کی بجائے اشاعت 3،2 وغیرہ لکھا جائے تو مناسب رہیگا۔ہاں اگر ہر شعبہ حیات سے نمایاں اہل حدیث شخصیات کے انٹرویوز کا سلسلہ شروع کر دیا جائے تو قارئین کیلئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔

والسلام

طالب الدعوات ،بشیر انصاری

مدیر ہفت روزہ اہل حدیث لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب عظیم حاصلپوری صاحب، ایڈیٹر ''المکرّم''

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذشتہ دنوں ایک صاحب کی دوکان پر ''المکرّم'' دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ دل کو بہت خوشی ہوئی کہ ماڈل ٹاؤن میں دو مسالک کے مرکزی ادارے اور مساجد، ایک بریلوی مکتبہ فکر کی جامع نقشبندیہ ہے۔ ادارہ تنظیم الاسلام کا ماہنامہ تنظیم الاسلام اور ایک ہمارے مسلک کی مرکزی مسجد مکرم شامل ہیں۔ مگر یہاں سے کوئی علمی شمارہ نہیں نکلتا تھا۔ آپ نے حافظ اسد صاحب سے مل کر اس کام کو بھی پورا کر دیا۔ اب یہاں لوگوں کو سننے کے ساتھ ساتھ پڑھنے کو بھی دین متین کی تشریح مل جایا کرے گی۔ اور چونکہ یہ مسجد (خانوادہ سلفی (جو کہ شہر میں مسلک سلف کے بانیان ہیں) کا تسلسل ہے۔ اسلئے ان کا فیض عام اور بڑھے گا۔

آپ اپنے نام کی طرح عظیم اور مکرم اور حاصلپور کی طرح مکرم نکال کر ایک اور سعادت حاصل کر لی۔ الحمدللہ! آپ سے التماس ہے کہ یہ پرچہ میرے نام جاری کر دیا جائے۔

والسلام

مرزا صغیر احمد مغل

گجرات فرنیچرز جی۔ ٹی روڈ شاہین آباد گوجرانوالہ

ڈپٹی چیف ایڈیٹر نوید ضیاء گوجرانوالہ

ڈپٹی سیکرٹری اہلحدیث یوتھ فورس سٹی گوجرانوالہ

❑❑❑

اے اسلامیہ کے طلباء اسلام کو دنیا میں پھلا دو

ہر مسلمان کو مسلمان کا بھائی بنا دو عابد یعقوب (درجہ ثالثہ)

۱۔امسال پانچ شوال سے جامعہ ھذا میں الحمدللہ تعلیمی سال کا آغاز ہو چکا ہے۔

۲۔جامعہ ھذا نے اس سال محنتی، مشفق اور تمام علوم وفنون میں رسوخ رکھنے والے فضیلۃ الشیخ محمد مالک بھنڈر حفظہ اللہ کی تدریسی خدمات حاصل کرلیں ہیں۔

تمام شعبہ جات میں اساتذہ کرام الحمدللہ محنت، لگن اور غلبہ اسلام کے جذبہ سے سرشار ہوکر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

شعبہ علوم اسلامیہ (درس نظامی) میں تدریسی خدمات سرانجام دینے والے اساتذہ کرام

☆الشیخ عبدالوحید ساجد حفظہ اللہ ☆مولانا محمد مالک بھنڈر حفظہ اللہ

☆مولانا ذوالفقار احمد ذکی حفظہ اللہ ☆مولانا رحمت اللہ شاکر حفظہ اللہ

☆مولانا ابومحمد شمس الدین حفظہ اللہ ☆مولانا عثمان اسماعیل حفظہ اللہ

☆مولانا مجیب الرحمٰن سیاف حفظہ اللہ ☆ مولانا محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ

☆مولانا محمد یٰسین ہزاروی حفظہ اللہ

شعبہ تجوید القرآن میں تدریسی خدمات سرانجام دینے والے اساتذہ کرام

☆ قاری عنایت اللہ ربانی کاشمیری حفظہ اللہ

☆ قاری ابوبکر المنشاوی حفظہ اللہ

شعبہ تحفیظ القرآن میں تدریسی خدمات سرانجام دینے والے اساتذہ کرام

☆ قاری احسان اللہ اولکھ حفظہ اللہ

☆ قاری عبدالسلام حفظہ اللہ

☆ قاری اللہ دتہ حفظہ اللہ

☆ قاری منظور احمد عامر حفظہ اللہ

☆ قاری ضیاء الرحمٰن حفظہ اللہ

نیز جامعہ ھذا میں مقامی طلباء کے لیے شعبہ ناظرۃ القرآن بھی قائم کیا گیا ہے جس کی کلاس صبح نماز فجر اور شام نماز مغرب کے بعد لگائی جاتی ہے۔ جس میں تدریسی خدمات مولانا قاری یعقوب حفظہ اللہ سر انجام دے رہے ہیں۔

۴۔ جامعہ ھذا کے آخری کلاس کے طالب علم (وامام مسجد مکرم) قاری محمد دلاور سلفی نے الحمدللہ قرآن مجید میں وارد شدہ تمثیلات وتشبیہات کو جمع کرنے کی سعی کی ہے۔ جس پر فضیلۃ الشیخ محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ نے تفہیم وتخریج کر کے اس کی اہمیت کو دو چند کر دیا ہے۔ اور یہ قرآنی خدمت تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل ''الامثال القرآن'' کے نام سے مارکیٹ میں آچکی ہے۔ اس سلسلے کی دوسری کڑی جلد ہی ''امثال الحدیث'' کے نام سے آرہی ہے۔

مگر توجہ ہم کرتے نہیں محمد وقار ریاض راہوالی (درجہ ثانیہ)

قرآن گھر میں ہے مگر ہم پڑھتے نہیں
ذرا بھی اللہ کا خوف ہم کرتے نہیں

زلزلوں کے جھٹکے سے اُٹھ جاتے ہیں فوراً
سن کر اذان ہم کبھی اُٹھتے نہیں

ہمیں آتی ہے مصیبت تو اللہ یاد آتا ہے
ورنہ تو کبھی سر سجدے میں ہم رکھتے نہیں

کانوں میں اذان کی بھلا کیسے آئے آواز
بند تو کبھی ٹی وی کرتے نہیں

صورت سے تو انسان نظر آتے ہیں ہم
مگر سیرت سے تو مسلمان ہم لگتے نہیں

اقوال الصالحین

دوسری قسط

بزرگوں کی باتیں

ابوبکر اسماعیل (درجہ خامسہ)

مجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حضرت زیاد بن جدیر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تجھے پتہ ہے کہ اسلام کو کیا چیز گراتی ہے میں نے کہا ''نہیں'' تو انہوں نے فرمایا: تین چیزیں ہیں:

(۱) زَلَّةُ الْعَالِمِ ''عالم کا بھٹک جانا''

(۲) وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ ''منافق کا قرآن کے ساتھ جھگڑا کرنا''

(۳) وَحُكْمُ الْاَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ ''اور گمراہ کرنے والے حکمرانوں کا حکم (فیصلہ)''

الدارمی فی المقدمه (۱۰۲/۱)،(٦٤٧)

قول سلیمان بن داؤد علیہ السلام

حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی:

''اے بیٹے! جھگڑا چھوڑ دے کیونکہ اس کا نفع قلیل ہوتا ہے اور یہ بھائیوں کے درمیان بغض وعداوت ڈال دیتا ہے'' الدارمی (۱۰۲/۱)

قول عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں

((قَدْ اَفْلَحَ مَنْ عُصِمَ مِنَ الْمِرَاءِ وَالْغَضَبِ وَالطَّمْعِ))

''وہ شخص کامیاب ہو گیا جو جھگڑے، غصے اور طمع سے بچا لیا گیا''۔

البدایه والنهایه (۲۰۹/۹)

قول عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ حسن الخلق کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

((هُوَ طَلَاقَةُ الْوَجْهِ وَبَذْلُ الْمَعْرُوْفِ وَكَفُّ الْاَذٰى))

''اچھے اخلاق سے مراد یہ ہے کہ آدمی کشادہ چہرے سے ملے، نیکی کا کام کرے اور دوسروں کو تکلیف دینے سے رک جائے'' احیاء علوم الدین (۷۵/۳)

حضرت محمد بن فضل حارثی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

((كَثْرَةُ الْكَلَامِ تَذْهَبُ الْوَقَارَ))

''کثرت کلام سے وقار ختم ہو جاتا ہے''۔

حسن الصمت فی الصمت للسیوطی (ص۲۸)

عرض کیا ہے...!

لِسَانُ الْفَتٰى نِصْفٌ وَنِصْفٌ فُؤَادُهُ
فَلَمْ يَبْقَ اِلَّا صُوْرَةُ اللَّحْمِ وَالدَّمِ

''نصف انسان کی زبان ہے اور نصف اس کا دل، باقی تو صرف گوشت اور خون ہے''

ادب الدنیا والدین للماوردی (ص۸۵)

اِحْفَظْ لِسَانَكَ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ
لَا يَلْدَغَنَّكَ اِنَّهٗ ثُعْبَانُ

كَمْ فِي الْمَقَابِرِ مِنْ قَتِيْلِ لِسَانِهٖ
كَانَتْ تَهَابُ لِقَاءَهُ الشُّجْعَانُ

''اے انسان اپنی زبان کی حفاظت کر، کہ کہیں یہ ازدھا تجھے ڈس نہ لے، کتنے ہی لوگ اپنی ہی زبان سے ڈسے ہوئے قبرستان پہنچ چکے ہیں، جن کی ملاقات سے بہادر انسان بھی گھبرا جاتے ہیں''

الاذکار للنووی (ص۲۹۸)

مَنْ لَزِمَ الصَّمْتَ اِکْتَسٰی هَیْبَةً

تَخْفٰی عَلَی النَّاسِ مَسَاوِیْهِ

''جس شخص نے (فضولیات سے) خاموشی رکھی اس نے رعب و دبدبہ پالیا، اور لوگوں سے اس کے عیوب پوشیدہ ہوگئے''۔ حسن الصمت فی الصمت للسیوطی (ص٤٩)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((حِفْظُ الْبَصَرِ اَشَدُّ مِنْ حِفْظِ اللِّسَانِ))

''نظر کی حفاظت زبان کی حفاظت سے زیادہ ضروری ہے''۔

الورع لابن ابی الدنیا(٩٣/٢)

قول سفیان ثوری رحمہ اللہ

حضرت وکیع بن جراح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سفیان ثوری رحمہ اللہ کے ساتھ عید کے دن نکلے تو انہوں نے فرمایا:

((اِنَّ اَوَّلَ مَانَبْدَءُ بِهِ فِی یَوْمِنَاغَضُّ اَبْصَارِنَا))

''آج کے دن سب سے پہلے ہم اپنی نظریں جھکائیں گے''۔

الورع لابن ابی الدنیا(٩٦٣)

قول علاء بن زیاد عدوی رحمہ اللہ

حضرت علاء بن زیاد عدوی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

((لَاتُتْبِعْ بَصَرَكَ حُسْنَ رِدْفِ الْمَرْءَةِ فَاِنَّ النَّظْرَیَجْعَلُ الشَّهْوَةَ فِی الْقَلْبِ))

''اپنی نظر کو عورت کے حسن کے پیچھے نہ لگاؤ، کیونکہ نظر ہمیشہ دل میں شہوت کا بیج بوتی ہے''۔

الورع لابن ابی الدنیا(٦٨)

قول ربیع بن خیثم رحمہ اللہ

فرماتے ہیں کہ لوگ دو طرح کے ہیں۔

((مُؤمِنٌ فَلَا يُؤذِهِ))

''مومن تو اسے تکلیف نہ دے''

((جَاهِلٌ فَلَا تُجَاهِلْهُ))

''جاہل پس تو اس کے ساتھ جہالت نہ کر''۔ آداب العشرة (١٥)

الشیخ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو نصیحت

ایک آدمی نے شیخ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو نصیحت کی کہ اگر تو چاہتا ہے کہ تو کسی کے ساتھ ایذاء رسانی نہ کرے تو تو

((اِجْعَلْ كَبِيْرَ الْمُسْلِمِيْنَ عِنْدَكَ اَبًا))

''مسلمانوں کے بڑوں کو اپنے باپ کے مقام میں رکھ''

((وَصَغِيْرَهُمْ اِبْنًا))

''اور چھوٹوں کو اپنے بیٹے کے مقام پر رکھ''۔

جامع العلوم والحكم(٢٩٤)

قول یحییٰ بن معاذ رازی رحمہ اللہ

فرماتے ہیں: ((اِنْ لَّمْ تَنْفَعْهُ فَلَا تُضُرَّهُ))

''اگر تو کسی کو نفع نہیں دے سکتا تو تکلیف بھی مت دو''۔

((وَاِنْ لَّمْ تَفْرَحْهُ فَلَا تَغُمَّهُ))

''اگر تو کسی کو خوشی نہیں دے سکتا تو غم بھی نہ دے''۔

((وَاِنْ لَّمْ تَمْدَحْهُ فَلَا تَذُمَّهُ))

''اگر تو کسی کی تعریف نہیں کر سکتا تو اسکی مذمت بھی بیان نہ کر''۔

جامع العلوم والحكم(٢٩٤)

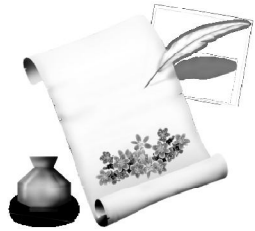

بزم اطفال

(طلباء جامعہ ھذا)

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" لکھو

عبدالقدیر (درجہ ثانیہ)

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے مروی ہے کہ قریش مکہ نے عامر بن لوئی قبیلے کے ایک سردار سہیل بن عمرو کو بھیجا اور اسے کہا کہ تم محمد کے پاس جاؤ اور ان سے صلح کرو لیکن یاد رہے کہ ان کے ساتھ صلح میں یہ بات بہرصورت ہو کہ وہ اس سال واپس جائیں گے، ہمارے پاس بالکل نہیں آئیں گے۔ اگر انھیں آنے دیا گیا تو اللہ کی قسم! سارے عرب میں یہی بات مشہور ہو جائے گی کہ وہ محض اپنے زور کے بل بوتے پر مکہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ صحابہ کہتے ہیں مکرز ابھی اللہ کے رسول سے گفتگو کرنے ہی لگا تھا کہ سہیل بن عمرو آن پہنچا، جب وہ آ رہا تھا تو اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ سے کہا: ((قَدْ سَهَّلَ اللّٰهُ اَمْرَكُمْ))

''اللہ نے تمہارا معاملہ آسان کر دیا ہے''

سہیل نے آتے ہی اللہ کے رسول سے کہا: ''آیئے! اپنے اور ہمارے درمیان تحریر لکھیے'' چنانچہ اللہ کے رسول نے کاتب کو بلوالیا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول اور مشرکوں کے درمیان صلح کے معاہدہ کی تحریر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھی۔ اب اللہ کے رسول نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" لکھو

اس پر سہیل اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگا: ''یہ جو رحمان ہے، اللہ کی قسم! میں تو نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے؟ تم ((بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ)) ''اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ'' لکھو، جس طرح پہلے لکھا جاتا ہے'' مسلمان کہنے لگے: ''اللہ کی قسم! ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی بجائے کوئی دوسرا جملہ ہمیں نہیں لکھنا

چاہیے''اس پر اللہ کے رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے:((بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ))لکھ دو۔پھر آپ نے فرمایا،لکھو:

''یہ صلح کا جو فیصلہ ہے،اللہ کے رسول محمد کی طرف سے ہے''

سہیل نے پھر اعتراض کر دیا، کہنے لگا:''اگر ہمیں یہ علم ہو جاتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو نہ تو بیت اللہ کی زیارت سے روکتے اور نہ آپ سے لڑائی ہی کرتے، ہاں یہ لکھو کہ یہ تحریر محمد بن عبداللہ کی طرف سے ہے''اس پر آپ نے فرمایا:''اللہ کی قسم! میں تو اللہ کا رسول ہوں،تم اگر چہ مجھے جھٹلاتے پھرو، چلو! محمد بن عبداللہ ہی لکھوا دو''

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا:''رسول اللہ''کا لفظ مٹا دو۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی:''میں کس طرح مٹاؤں؟''چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اس لفظ کو مٹا دیا۔

بخاری(۲۷۳۱/۲۷۳۲)مسند احمد(۱۸۹۵۲)ابن حبان (٤٨٧٢)

میرا پسندیدہ شعر

قتل چھپتے تھے کبھی سنگ کی دیوار کے بیچ
اب تو کھلنے لگے مقتل بھرے بازار کے بیچ

اپنی پوشاک کے چھن جانے پہ افسوس نہ کر
سر سلامت نہیں رہتے یہاں دستار کے بیچ

(عبدالرحمٰن)

المکرّم روشنی تیرا حوالہ ٹھہرے
میری ہر سانس دعا کرتی ہے

عبداللہ نعیم (صادق آباد)

اطاعت رسول ﷺ

اعجاز صدیقی (درجہ خامسہ)

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے۔ دنیا کے تمام امراء حکام، وزیروں، مشیروں، اماموں کی بات چھوڑی جاسکتی ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ،وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ (۸/الانفال: ۲۰تا۲۲)

''اے ایمان والو! خدا اور اسکے رسول ﷺ کے حکم پر چلو اور اس سے روگردانی نہ کرو اور تم سنتے ہو۔ اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (خدا کا حکم) سن لیا مگر (حقیقت میں) نہیں سنا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سنتے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر سوائے اسکے جس نے جنت میں جانے سے انکار کیا (صحابہ کرام) نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگیا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے جنت میں جانے سے انکار کردیا۔

صحیح بخاری، الاعتصام بالکتاب والسنة ،باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ (۷۲۸۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے کہ اگر میں اس کو کروں تو جنت میں داخل ہوجاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْـًٔا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ))

''تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور فرض نماز پڑھا کر اور فرض زکوۃ دیا کر اور رمضان کے روزے رکھا کر، اعرابی نے کہا مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اس سے زیادہ یا کم عبادت نہیں کروں گا پھر جب وہ چل دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا))

''جس شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہو کہ وہ اہل جنت میں سے کسی کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔''

صحیح بخاری ،الزکاۃ ،باب وجوب الزکاۃ(۱۳۹۷) ، صحیح مسلم (۱٤)

رسول اللہ ﷺ کا حکم نہ ماننے کی سزا اللہ نے فوراً دے دی۔

سیدنا عمرو بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اپنے داہنیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے کہا اس کی میں طاقت نہیں رکھتا: آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کی طاقت نہ ہی رکھے۔ اس کو داہنے ہاتھ کے ساتھ کھانے سے صرف کبر نے روکا تھا پس اس کے بعد اس نے اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے منہ تک نہیں اٹھایا (یعنی اسکو طاقت نہ رہی))۔'' صحیح مسلم ،الاشربۃ ،باب آداب الطعام و اشراب واحکمھا(۲۰۲۱)

اچھے دوست اور برے دوست کی مثال عثمان اصغر (شعبہ تجوید)

حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''نیک اور اچھے دوست اور برے دوست کی مثال کستوری اٹھانے والے اور لکڑیاں جلانے والے کیطرح ہے کستوری اٹھانے والا یا تو تجھے خوشبو ہبہ کر دے گا یا تو اس سے خریدے گا اور اگر خریدے گا نہیں تو تجھے اس سے خوشبو آتی رہے گی اور لکڑیاں جلانے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اس سے برا دھواں یا بدبو پائے گا''

صحیح بخاری ،الزبائح و الصید (٥٥٣٤)

عدالتِ مصطفیٰ ﷺ عبدالرزاق (درجہ اولیٰ)

''اور کسی مرد اور کسی عورت کو اللہ اور اسکے رسول (ﷺ) کے فرمان کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا یاد رکھو اللہ تعالی اور اسکے رسول (ﷺ) کی جو نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔'' (۳۳/الاحزاب:۳۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومیہ خاتون (فاطمہ بنت اسود) جس نے غزوہ فتح مکہ کے موقع پر) چوری کر لی ہے اسکے معاملے میں قریش کو فکر میں ڈال دیا انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس معاملہ پر انحضرت ﷺ سے گفتگو کون کرے آخر یہ تہ پایا کہ اسامہ بن زیدؓ آپکے بہت عزیز ہیں ۔ان کے سوا اور کوئی اس کی ہمت نہیں کرسکتا چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اس بارے میں کچھ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اسامہ کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتا ہے پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا پچھلی بہت سی امتیں اس لیے ہلاک ہوگئی کہ جب انکا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو میں اسکا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔'' صحیح بخاری , الانبیاء(۳۴۷۵)

صرف اللہ کے نام کی قسم جائز ہے محمد علی (درجہ ثالثہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ وَإِلَّا فَلْيَصْمُتْ))

''بلا شبہ اللہ تمہیں اپنے آباء کی قسمیں اٹھانے سے منع کرتا ہے اگر تم میں سے کوئی قسم اٹھانا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائے''

صحیح بخاری، کتاب الادب(۶۱۰۸)ومسلم(۱۶۴۶)

گستاخ رسول ﷺ کو سزا

ابوذر غفاری (درجہ رابعہ)

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ م بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَ تْ مَصِيْرًا﴾ (٤/النساء:١١٥)

''اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالف کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کعب بن اشرف کے قتل کا کون ذمہ لیتا ہے اس نے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو بڑی تکلیف دی ہے تو سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے مار ڈالوں! آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں .....تو انہوں نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ ﷺ پر کوئی جھوٹ موٹ بناؤں آپ ﷺ نے فرمایا تجھے اختیار ہے چنانچہ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اس شخص یعنی محمد ﷺ ہم سے صدقہ مانگ مانگ کر ہمیں ستا رکھا ہے میں تجھ سے قرض لینے آیا ہوں ۔کعب نے کہا کہ ابھی تو ابتداء ہے اللہ کی قسم! آگے چل کر تم کو بہت تکلیف ہوگی وہ بولے کہ خیر اب تو ہم اس کی اتباع کر چکے ہیں اب ایک دم چھوڑنا تو اچھا نہیں لگتا ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے خیر میں آپ کے پاس ایک یا دو وسق قرض لینے آیا ہوں کعب بن اشرف نے کہا کہ قرض دوں گا مگر آپ میرے پاس کوئی چیز گروی رکھ دو۔

انہوں نے فرمایا کہ تم کیا چیز گروی رکھنا چاہتے ہو کعب نے کہا تم میرے پاس اپنی عورتوں گروی رکھ دو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تیرے پاس عورتوں کو کیسے گروی رکھ دیں کیونکہ تو عربوں میں بے انتہا خوبصورت ہے، کعب نے کہا تو پھر اپنے بیٹوں کو میرے پاس گروی رکھ دو، وہ کہنے لگے بھلا ہم انہیں کیسے گروی رکھیں جو ان سے لڑے گا تو وہ یہ طعنہ دے گا تو ایک وسق یا دو وسق عوض گروی رکھا گیا

تھا، اور یہ ہمارے لیے عار ہے لیکن ہم تیرے پاس ہتھیار گروی رکھ دیں گے پھر انہوں نے کہا کعب سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اور پھر وہ رات کے وقت کعب کے پاس آئے اور اپنے ساتھ کعب کے دودھ شریک بھائی سیدنا نائلہ کو لے آئے کعب نے انہیں قلعہ کے پاس بلا لیا اور خود قلعہ سے نیچے اتر کر ان کے پاس آنے لگا اس کی بیوی نے پوچھا کہ تم اس وقت کہاں جا رہے ہو کعب نے جواب دیا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ میرا بھائی ابو نائلہ مجھے بلا رہے ہیں ڈرنے کی کوئی بات نہیں، بیوی نے کہا کہ مجھے اس آواز سے خون کی بو آ رہی ہے کعب نے کہا ایسی کوئی بات نہیں کیونکہ آنے والے یہ صرف میرے دوست محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور دودھ شریک بھائی ابو نائلہ ہے اور معزز آدمی کو تو اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لیے بھی بلایا جائے تو وہ فوراً تیار ہو جاتا ہے ادھر سیدنا محمد بن مسلمہ دو اور آدمیوں کو ساتھ لائے تھے۔ ابو عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ وہ ابو عبس بن جبیر اور حارث بن عوس اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہم تھے عمرو فرماتے ہیں کہ جن دو آدمیوں کو وہ ساتھ لائے تھے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب کعب بن اشرف آئے گا تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا جب تم دیکھو گے کہ میں نے اسکے سر کو مضبوط پکڑ لیا ہے تو تم جلدی سے اسے مار ڈالنا۔

ایک دفعہ راوی عمرو نے کہا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں تمہیں سنگھاؤں گا الغرض جب کعب ان کے پاس چادر سے لپٹے ہوئے آیا اور خوشبو میں مہک رہا تھا تب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آج کی خوشبو سے اچھی کبھی کوئی خوشبو نہیں دیکھی۔ کعب نے جواب دیا، کہ میرے پاس عرب عورتوں میں سب سے زیادہ معطر رہنے والی اور سارے عرب کی باکمال عورت ہے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتے ہو اس نے کہا ہاں کیوں نہیں، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو سونگھایا انہوں نے کچھ دیر کے بعد کہا کہ مجھے پھر دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے اس نے کہا ہاں چنانچہ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے سر سے مضبوط پکڑ لیا تب انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اسکو مار ڈالو اور انہوں نے کعب بن اشرف کو مار ڈالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکے قتل کی آ کر خوشخبری سنائی۔

صحیح بخاری(٤٠٣٧) ، صحیح مسلم(١٨٠١)،ابو دائود(٢٧٦٨)

چغل خوری سے بچو

حافظ واصف بابر سیالکوٹی

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ))

''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا'' مسلم،الایمان(۱۰۵)

چغل خوری یہ ہے کہ ایک کی بات دوسرے تک پہنچانا اور اسکو اسطرح جھوٹ کے ساتھ رنگ لینا کہ جس کو جھوٹ تصور کرنا ناممکن ہو جائے اور اس جھوٹ یعنی چغلی کے ذریعے دو مسلمان بھائیوں کو آپس میں لڑا دینا اور فساد برپا کر دینا اس لئے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں۔ایسے شخص کو عربی میں قتات کہتے ہیں۔ایسے شخص کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام کو پڑھ لینا چاہیے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ))

''سخن چین چغل خوری،عیب جو(لوگوں کی برائیاں ڈھونڈنے والا)جنت میں نہیں جائے گا''

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ﴾ القلم(۱۱/۶۸)

بہت عیب جو یا غیبت کرنے اور چغلی کے ذریعے فساد برپا کرنے والے کی(بات نہ مان)

اس لئے انسان کو چاہیے کہ جو بھی بات کرے سوچ سمجھ کر کرے کیونکہ ابھی انسان کی زبان سے جملہ نکلتا نہیں مگر فرشتے لکھنے کیلئے پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔انسان سمجھتا ہے کہ میں جس کے بارے میں بات کر رہا ہوں وہ کون سا ادھر ہے۔مگر اس کو یہ بات سوچنے سے پہلے اس آیت کا مطالعہ کر لینا چاہیے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ قٓ(۵۰/۱۸)

''(انسان)منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہے(جو اسے نوٹ کر لیتے ہے)''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو

آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ بَلَى اِنَّهٗ كَبِيْرٌ،اَمَّا اَحَدُ هُمَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِا لنَّمِيْمَةِ ،وَاَمَّا الآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْ لِهٖ))

''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور وہ عذاب کسی بڑی بات پر نہیں ہو رہا (کہ جس سے یہ رک نہیں سکتے تھے) پھر فرمایا وہ بڑی بات ہی تو ہے ان میں ایک تو چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا''

بخاری،الطھار(۱۳۸۷)ومسلم(۲۹۲)

امید ہے کہ ایمان والے اس کو پڑھ کر نصیحت حاصل کریں گے اور اللہ سے دعا ہے کہ وہ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین

شہید بھی اور قرآن کا عالم بھی انعام الرحمٰن (درجہ اولیٰ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے احد کے شہداء کو اس طرح کفن دیا کہ دو دو شہیدوں کو ایک ہی کپڑے میں کفن دے کر دفن کر دیا۔آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھتے:

((أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ))

''ان میں سے زیادہ عالم قرآن کون ہے''

پھر جب کسی ایک کی جانب اشارہ کر کے بتایا جاتا کہ یہ قرآن کے علم اور حفظ میں زیادہ ہے تو آپ ﷺ اسے لحد میں مقدم کر دیتے اور فرماتے:

((أَنَا شَهِيْدٌ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

''قیامت کے دن میں ان لوگوں پر گواہ ہوں گا''

پھر آپ ﷺ نے خون سمیت تمام شہیدوں کو دفن کرنے کا حکم دیا نیز آپ ﷺ نے انکی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی اور غسل بھی نہیں دیا۔کیا مقام ہے شہداء کا کہ نہ غسل کی ضرورت ہے نہ جنازے کی حاجت

ہے اور نہ ہی کفن کا پہنانا لازم ہے بلکہ خون آلود کپڑوں میں ہی دفن کیا جا رہا ہے۔ جس کیلئے چھوٹی یا بڑی کوئی چادر مل گئی اس پر بطور کفن ڈال دی جس کیلئے نہ ملی خون آلود لباس ہی اسکا کفن ہے۔ یہ اعزاز ہے شہید کا۔ بخاری، المغازی (۷۹/٤)

کیا ہماری نماز میں یہ غلطیاں تو نہیں.....؟

(ملک عمر شرقپوری)

۱۔ بغیر سترے (ستون، دیوار، وغیرہ) کے نماز پڑھنا۔

۲۔ نماز میں زبان کو حرکت دیئے بغیر پڑھنا۔

۳۔ نماز میں چار مقام پر اللہ اکبر کہتے وقت رفع الیدین نہ کرنا۔

۴۔ سجدہ کے مقام کو دیکھنے کے بجائے ادھر ادھر یا آسمان کیطرف دیکھنا۔

۵۔ قیام میں دونوں ہاتھوں کو چھوڑ کر نماز ادا کرنا۔

۶۔ نماز میں اپنی دونوں آنکھوں کو بند رکھنا۔

۷۔ سجدہ کے دوران سات اعضاء کو زمین پر نہ رکھنا (دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، دونوں گھٹنے، ناک پیشانی)۔

۸۔ امام کے پیچھے حفاظ کرام اور بزرگوں کی بجائے بچوں کا کھڑا ہونا۔

۹۔ صحیح طور پر تکبیر کا زبان سے ادا نہ کرنا۔

۱۰۔ ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں قبر ہے۔

۱۱۔ جلدی میں سورۃ فاتحہ کا ادا نہ کرنا۔

۱۲۔ صفوں کے درمیان فاصلہ رکھنا۔

۱۳۔ اپنے ٹخنوں کو کپڑے سے چھپا کر نماز پڑھنا۔

۱۴۔ ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت ہی بنالینا۔

۱۵۔ نماز میں بار بار اپنے ہاتھوں کو حرکت دینا۔

رشتہ داروں سے (صلہ رحمی) کرنے کا ثواب

محمد اعجاز (درجہ سادسہ)

﴿وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ، جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ○ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾

(۱۳/ الرعد: ۲۱ تا ۲۴)

''اللہ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ انہیں جوڑتے ہیں، اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور حساب کی سختی کا کھٹکا رکھتے ہیں، اپنے رب کی رضامندی کی طلب کی وجہ سے صبر کرتے رہتے ہیں اور نمازوں کو برابر قائم رکھتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اسے چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں ، اور برائی کو بھی نیکی کے ذریعے ٹالتے رہتے ہیں انہی کے لیے عاقبت کا گھر ہے اور ہمیشہ رہنے کیلے باغات جہاں یہ خود جائیں گے اور انکے باپ داداؤں اور بیویوں اور اولادوں میں سے بھی جو نیکوکار ہوں گے ان کے پاس فرشتے ہر ہر دروازے سے آئیں گے کہیں گے کہ تم پر سلامتی رہے صبر کے بدلے کیا ہی اچھا بدلہ ہے اس گھر کا۔''

رشتے ناتوں کا خیال رکھنا یقیناً انسان کو جنت کے قریب کر دیتا ہے جیسا کہ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدوی سفر کے دوران رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا اور اس نے آپ کی اونٹنی کی باگ یا نکیل پکڑ لی۔ پھر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! یا اس نے کہا یا محمد ﷺ! آپ مجھے ایسا عمل بتائیں، جو مجھے جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کر دے؟ رسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اسے توفیق مل گئی یا اسے ہدایت مل گئی، آپ ﷺ نے پوچھا تم نے کیسے کہا ہے؟ تو اس نے اپنا سوال

دہرایا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اللہ تعالی کی عبادت کرتے رہو، اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو اونٹنی کو چھوڑ دو ایک دوسری روایت میں ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے تعلق جوڑو جب وہ واپس ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ شخص اس چیز پر کاربند رہا جو میں نے اسے بتائی ہے تو جنت میں داخل ہوگا۔''

صحیح: بخاری ،الزکاۃ ،باب وجوب الزکاۃ(١٣٩٦)، صحیح مسلم (١٣)

رشتے ناطے توڑنے کی مذمت بیان کرتے ہوئے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

((يَقُوْلُ :قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : اَنَا الرَّحْمٰنُ اَخْلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا اسْمًا مِنْ اسْمِيْ فَمَنْ وَصَلَهَا صَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ))

«« کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: میں رحمان ہوں، میں نے رحم رشتہ کو پیدا کیا ہے جو اسے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا جو اسے توڑے گا میں اسے توڑوں گا ۔''

سنن ابی داود(١٦٩٥) وسندہٗ حسن صحیح کہا ہے۔

رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنا روزی میں فراخی کا سبب ہے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ ،وَيُنْسَاَلَهُ فِيْ اَثَرِهِ ،فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ))

''جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کی روزی میں فراخی اور اس کی عمر میں تاخیر یعنی اضافہ کیا جائے تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔'' صحیح بخاری،الادب(٥٩٨٦)

اسلام کے دو شاہین معوذ و معاذ (رضی اللہ عنہما) ابو بدر سعید الرحمٰن سلفی (درجہ رابعہ)

یہ دو حضرات عفراء رضی اللہ عنہا کے لڑکے تھے۔ جنگ بدر میں ان دونوں نے جو کارنامہ سرانجام دیا وہ ہر دور کے مسلمانوں کی اولاد کیلئے مشعل راہ ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنگ بدر میں جب مجاہدین کی صف بندی ہوئی تو دو کم عمر لڑکے میرے دائیں بائیں موجود تھے میں دل میں سوچ رہا تھا کہ کفار کے ساتھ یہ پہلا معرکہ ہے اگر میرے دائیں بائیں مضبوط نوجوان ہوتے تو بوقت ضرورت ایک دوسرے کی معاونت ہوتی۔ یہ میرے ساتھی میرا کیا تعاون کرسکیں گے؟ ابھی یہ تصور میرے ذہن میں تھا کہ ایک لڑکے نے سوال کیا کہ اے چچا جان! ابوجہل کہاں ہے؟ آپ اسکو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہاں ہاں جانتا ہوں، تجھے ابو جہل سے کیا واسطہ ہے؟

لڑکے نے غیرت ایمانی سے لبریز الفاظ میں جواب دیا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ وہ میرے ہادی ومرشد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتا ہے۔ خدا کی قسم! میں اسکو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

تم صاحب قوت سہی مانا کہ ہم میں دم نہیں
اب آخری ہے فیصلہ یا تم نہیں یا ہم نہیں

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لڑکے کے جرأت مندانہ کلمات نے مجھے حیرت میں ڈال دیا کہ منہ چھوٹا اور بڑی بات۔ ابھی میں اس لڑکے کا جواب دے ہی رہا تھا کہ دوسرے لڑکے نے مجھے یہی بات دھرائی۔

قسم اٹھائی ہے مریں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے کہ وہ گالیاں دیتا ہے محبوب باری کو

ابھی بچوں کی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ ابوجہل کفار کی صفوں میں گھومتا ہوا نظر آیا تو میں نے ان لڑکوں کو بتایا کہ وہ سامنے تمہارا مطلوب شخص نظر آرہا ہے۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ننھے شاہین ابو جہل پر شیر کی طرح لپکے اور اپنی تلواروں سے ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ کفار کے سپہ سالار اور سرغنہ کو

وہیں ڈھیر کر دیا اور اپنی تلواریں فضا میں لہراتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی کاروائی کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم میں سے کس نے ابوجہل کو قتل کیا ہے؟ دونوں نے دعوی کیا ایک کہتا تھا میں نے مارا، دوسرا کہتا تھا میں نے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے خود انکی تلواروں کا معائنہ کیا تو وہ خون آلود تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں نے یہ کام سرانجام دیا ہے۔

صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس ،باب من لم یخمس الاسلاب (۲۹۷۲)

دوسری روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ابوجہل کی حالت دریافت کرنے کیلئے بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے معرکہ میں جا کر دیکھا کہ لڑکوں نے اس کو اس قدر کاری ضربیں لگائی تھیں کہ وہ قریب المرگ تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسکی داڑھی پکڑ کر پوچھا کیا تو ہی ابوجہل ہے۔ تو اس نے جواب دیا کیا تم نے مجھ سے کوئی بڑا آدمی بھی مارا ہے؟ یہ اسکے تکبرانہ کلمات تھے۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی،باب قتل ابی جھل(۳۷۴۵)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اصابہ میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے جب معاذ رضی اللہ عنہ نے ابوجہل پر حملہ کیا تو اسکا لڑکا عکرمہ دوڑتا ہوا آیا اور اس نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے اسکا بازو کاٹ دیا لیکن اس بازو کی شرنیں کچھ باقی تھیں جس کیوجہ سے وہ لٹک رہا تھا۔ وہ لڑکا اسی حالت میں کفار سے لڑتا رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ بازو لڑنے میں رکاوٹ بنتا ہے تو اس نے پاؤں رکھ کر بازو جسم سے جدا کر دیا۔ وہ جرأت کا پہاڑ ایک ہی بازو سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک اسلام کی خدمت کیلئے لڑتا رہا حتیٰ کہ اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔

ہمیں دنیا سے کیا حاصل شہادت ہے مشن اپنا
دفن ہوں گے پہاڑوں میں برف ہوگی کفن اپنا

یوم عرفہ

عامر مختار (درجہ ثالثہ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی شخص نے کہا:

((يَا أَمِيرَ الْمُؤمِنِيْنَ آيَةٌ فِيْ كِتَابِكُمْ تَقْرَؤُوْنَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا))

''اے امیر المومنین! تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو اگر ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اسکے یوم نزول کو عید بنا لیتے''

انھوں نے دریافت کیا: أَيُّ آيَةٍ؟ کون سی آیت...؟ اس نے کہا۔

(الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا)

''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ))

''جس دن اور جس جگہ نبی کریم ﷺ پر وہ (آیت) نازل ہوئی ہم اس سے آگاہ ہیں۔ جمعہ کا دن تھا اور آپ ﷺ عرفات میں کھڑے تھے'' صحیح بخاری، الایمان (٤٥)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ ؟ فَقَالَ« يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ))

''رسول اللہ ﷺ سے یوم عرفہ (نو ذوالحجہ) کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہ دور کر دیتا ہے''

صحیح مسلم، الصیام، (١٩٧)(١١٦٢)

آب زمزم کی فضیلت

محمد عمران حاصلپوری75f

① جس نیک مقصد کیلئے آب زمزم پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ)

''جس (نیک) مقصد کیلئے آب زمزم پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے''

صحيح ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الشرب من زمزم(٢٤٨٤)

② آب زمزم روئے زمین پر سب سے بہترین پانی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روئے زمین پر بہترین پانی آب زمزم ہے۔اس میں بھوکے کی خوراک اور بیماری کی شفا ہے''

حسن:السلسلة الصحيحة(١٠٥٦)

③ آب زمزم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ دھویا گیا تھا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب میں مکہ میں تھا تو میری (گھر کی) چھت کھلی اور جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے۔انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی کے ساتھ دھویا۔اسکے بعد سونے کا ایک طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا۔اسے انہوں نے میرے سینے میں ڈال دیا اور پھر میرا سینہ بند کر دیا۔اب وہ میرا ہاتھ پکڑ کر آسمانِ دنیا کی طرف لے چلے۔آسمان دنیا کے داروغہ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا، دروازہ کھولو۔انہوں نے دریافت کیا کہ کون ہے؟ تو جواب میں کہا، جبرئیل ہوں''

بخاری، كتاب الحج، باب ماجاء فی زمزم(١٢٣٦)

فکر ونظر حافظ اسعد محمود سلفی

خداداد مملکت پاکستان اس وقت جن مسائل سے دوچار ہے۔اسکا علم ہر کس وناکس کو ہے۔کہیں کیری لوگر بل کا عفریت اپنے آئینی پنجوں سے اسے دبوچے ہوئے ہے تو کہیں این آر او کا،اسکی سلامتی پر حملہ آور ہے،کہیں اسکی بساکھ کو کمزور کرنے کیلئے پاکستانی باشندوں کو باہم دست وگریبان کیا جا چکا ہے،کہیں خودکش بمبار شہریوں کو دھماکوں سے اڑا کر انکی لاشوں پر شیطانی قہقہے لگا رہے ہیں،کہیں بے بس وبے اختیار طرز حکومت سے ناآشنا حکمران سادہ لوح عوام کو طفل تسلیاں دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔مسائل ہے کہ اندھیری رات کی مثل چھائے ہوئے ہیں۔غریب ہیں کہ غربت کے شکنجے میں جکڑے ہوئے زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں ہر طرف بحرانوں کا ایک سیلاب امنڈ آیا ہے۔ضروریات زندگی کا حصول ناممکن ہو چکا ہے اگر ایک طرف ملک میں وافر مقدار میں پیدا ہونے والی چینی ناپید ہے جس کے لیے مملکتِ پاکستان کے باسیان قطاروں میں لاٹھیاں کھا رہے ہیں تو دوسری طرف ہمسایہ دشمن بھارت کی طرف سے پای بندش سے زراعت ایک سوالیہ نشان بن چکی ہے۔

ستم ظریفی تو یہ ہے کہ اپنے ہی،قوم کے رہبر وراہنما اپنے ملک میں کفر کی فیکٹریاں چلو کیے ہوئے ہیں جس سے مسلمان کی کشتی ہچکولے کھاتی ہوئی بھنور کی طرف بڑھتی جارہی ہے ایسے گھمبیر حالات میں قوم کے صاحب عقل ودانش اور صاحب علم وفراست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی قواعد وضوابط کے ساتھ بھولی بھٹکی انسانیت کی راہنمائی کریں اور وہی بھولا ہوا سبق یاد کروائیں جو محمد عربی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر دیا تھا کہ اگر تم کامیاب وکامران ہونا چاہتے ہو تو اللہ کی کتاب اور میں محمد کی زبان سے نکلے ہوئے فرامین کو اپنا دستور حیات بنالو ورنہ ذلت ورسوائی سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
ہم خار ہوئے تارک قرآن ہوکر